علم اخلاق

حصہ اوّل

برائے افادہ طلبہ اخلاقیات عثمانیہ انٹرمیڈیٹ

مؤلفہ

مولوی عبداللطیف صاحب منشی فاضل و مولوی عالم

لکچرار اخلاقیات عثمانیہ کالج ورنگل

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

تعداد (۲۵۰)

قیمت ۱۲ر

انتساب

کمترین کی سبک مایہ ادنیٰ تالیف کو سراپا خلق و کرم

عالیجناب مولوی محمد عبدالعزیز خانصاحب بی۔ اے

پرنسپل عثمانیہ کالج ورنگل کے نام نامی کی نسبت سے (جنکی ذات گرامی

مغربی تعلیم کے اعلیٰ مدارج طے کرنے کے باوجود مشرقی روایات اور اخلاق

کی حامل ہے) اگر چار چاند لگ جائیں تو کیا تعجب ہے۔ اس ذوق صحیح

کی بناء پر بصد ادب معنون کرنے کی مسرت حاصل کرتا اور اپنے لیئے

سرمایۂ نازش بہم پہنچاتا ہے

نیاز کیش

عبداللطیف

فہرست مضامین علم اخلاق حصہ اول

اخلاقیات کے طلبہ کے علاوہ بھی ہر ایک کے لئے یہ کتاب
علم اخلاق میں چراغ ہدایت کا کام دے تو وہ نوٹس جو
ہنگام درس میں نے جونیر اور سینیر انٹر کے طلبہ کو لکھائے تھے ان کو
طبع کرنے کا خیال کیا اور ان کو دو حصوں میں اس طرح تقسیم
کیا کہ جونیر کے طلبہ کے لئے صرف مقالہ اول کتاب حکمت
عملی اور سینیر کے لئے بقیہ دو مقالے مختصراً لکھے اور طلبہ کی آسانی
کے لئے بعض مقامات پر جہاں رذائل حکمت و فضائل حکمت کی تقسیم دو میم
ہے اور مضمون بہت سے صفحات پر محیط تھا اس کو نظم کر دیا ہے اور
وضاحت مطالب کتاب کے لئے حسب ذیل کتابوں سے بھی مدد
لی ہے۔ مثلاً کتاب حجت البالغہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ اخلاق جلالی، اخلاق ناصری، اور احیاء العلوم وغیرہ۔
امید کہ طلبا میری اس محنت سے مستفید ہوں گے وما
توفیقی الا باللہ۔

خاکسار

عبداللطیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۔

خلق اُس ملکۂ نفسانیہ کو کہتے ہیں کہ جو شخص اس کے ساتھ متصف ہو اس پر افعال جمیلہ کا بجالانا آسان ہو جاتا ہے ۔

موجوداتِ عالم بازارِ دنیا کو صناع قدرت نے جن چیزوں سے آراستہ کیا ہے ۔ ان کو موجودات عالم کہتے ہیں اور ہر چیز ایسی کامل ہے کہ اس کی صورت نظر فریب اور دنیا کے آرایش کا باعث ہو ۔

انسان اس بازار کی دنیا کی نمایش اور آرایش اس ایک پتلے کے دم سے ہے جس کو انسان کہا جاتا ہے ۔ جو تمام موجودات میں شریف تر ہے بلکہ خدا کی جانب سے اس کارخانہ کا جس کو دنیا کہتے ہیں ۔ خلیفہ اور ایجنٹ بھی ہے ۔

انسان کا رتبہ اِنّی جاعل فی الارض خلیفہ کی آیت نے انسان کو اس دنیا میں بہت بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی ذمہ داریاں اور فرائض کی پابندیاں بھی بہت سخت ہیں کہ ذرا چوکا اور اپنے مرتبہ سے گرا اسی لئے تمام انسان اشرف المخلوقات نہیں بلکہ صرف وہی انسان اشرف ہیں جن کی ذات میں وہ اوصاف موجود ہوں جو شرافت و کمال تک پہنچانے والے ہیں ۔ اور یہ صفت جو اس کو

تمام مخلوقات سے اشرف و اعلیٰ کرتی ہے "حکمت" ہے

حکمت و حکیم موجودات عالم کی حقیقت اور احوال کے جاننے کو حکمت کہتے ہیں۔ کہ جہاں تک انسان کے امکان میں ہو ایسے مفید اور کارآمد امور پر کاربند ہو جن کی مزاولت اور ہمیشگی اس کے نقصول کو دور کرے جس میں یہ صفت پائی جائے وہ حکیم ہے اور اس کا مرتبہ دوسرے آدمیوں سے زیادہ اعلیٰ ہوتا ہے

تعریف حکمت عملی جب حکیم اپنے افعال میں مصالح کو ملحوظ رکھے تاکہ امور معاش و معاد کا انتظام درست ہو اور نفس میں وہ قوت پیدا ہو کہ کمال کی طرف ترقی کرنے لگے حکمت عملی کہلاتا ہے۔

حرکات طبعی مثلاً تمام انسانوں میں یہ خاصیت مشترک ہے کہ وہ مل کر رہیں دوسروں سے نفع حاصل کریں اپنی مضرتوں کو دور کریں وغیرہ

حرکات وضعی مثلاً آداب اور رسم و رواج قانون وغیرہ یہ مختلف ممالک میں مختلف مصالح کے سبب مختلف ہوتے ہیں۔

تہذیب اخلاق اصول اخلاق کے لحاظ سے انسان کی حرکات طبعی اور وضعی تین قسم کی ہوتی ہیں۔

اول تو وہ جن کا اثر صرف انسان کی ذات پر پڑتا ہے یا جو افراد سے متعلق ہوں اس کے علم کا

نام "تہذیب الاخلاق" یا تہذیب نفس ہے۔
دوسرے وہ گھر بار سے متعلق ہوں اور اس کا اثر ان لوگوں میں مشترک ہو جو ایک گھر کے ممبر ہیں۔ مثلاً۔ میاں بیوی اور اولاد بھائی بہن ماں باپ قریبی رشتہ دار وغیرہ "تدبیر منزل" کہلاتا ہے۔
تیسری وہ جن کا تعلق اتنا وسیع ہوتا ہے کہ شہر و ملک و قوم کے افراد تک پہنچتا ہے یہ "سیاست مدن" کہلاتا ہے۔

موضوع کتاب انسان فضیلت و سعادت کے معنے سے واقف ہو جائے اور اس کے نفس میں یہ قدرت حاصل ہو جائے کہ رذایل سے بچ سکے اور صراط مستقیم سے نہ بھٹکے اور فرداً اور مجتمعاً ان میں خیر و کمال پیدا ہو اور یہی اس کتاب کا موضوع اور انہی باتوں سے کتاب میں بحث ہوگی۔

موجودات عالم کا کمال بعض کا کمال فطرتی ہے مثلاً آفتاب و مہتاب بعض میں بتدریج کمال پیدا ہوتا ہے مثلاً درخت بعض میں ایک حد معین تک ترقی ہو سکتی ہے۔ مثلاً حیوانات لیکن انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے کہ اس کو کمال کے لئے خود کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر نہ کرے تو حیوانات کے برابر بھی اس میں کمال نہیں پیدا ہو سکتا جب انسان پیدا ہوتا ہے تو بہائم سے کم ہوتا ہے اور اپنی کوشش سے تمام مخلوقات سے اشرف بن جاتا ہے۔

مقالہ اول

تہذیب اخلاق

باب اوّل

عقل عملی کی تعریف

انسان کا اعمال پر اختیار

انسان دنیا میں اس طرح نہیں بھیجا گیا جیسے کہ ایک سمندر میں کوئی تنکا پڑا ہو کہ پانی کی لہریں جہاں چاہیں اسے بہالے جائیں۔ بلکہ وہ دنیا کے سمندر میں ایک ماہر تیراک کی طرح تیرتا ہے۔ اور اپنی سعی سے جس طرف چاہتا ہے جاتا ہے۔ پانی کی لہریں اس کی مزاحمت کرتی ہیں لیکن یہ بھی ان کا مقابلہ کرسکتا ہے اور جدھر دل میں آتا ہے ادھر اپنا رخ رکھتا ہے اور اپنی ذات تک وہ اپنے اعمال وافعال میں مختار ہے اور اسے آزادی دی گئی ہے کہ جو قوتیں اسے عطا ہوئی ہیں ان کو کام میں لائے اور اسی سبب سے وہ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جاہل اور بدسلیقہ اپنی برائیوں پر مطلع ہوکر نیک کردار اور ہنرمند بن گئے۔

انسان جب کسی برے امر کا ارتکاب کرنا چاہتا ہے تو کانشنس (نفس لوامہ) اس کو روکتا ہے اور یہ قلبی واعظ برائی سے بچانے کی کوشش کرتا ہے طبیعت انسانی خود جانتی ہے کہ اس میں بچنے کی قدرت ہے اور اگر انسان آنکھ بند کرکے خود کنوئیں میں گر پڑے تو آپ ہی ذمہ دار ہوگا۔

اعمال کی اصلاح مستقل مزاج آدمی اپنے اعمال کی اصلاح اس غرض سے کرتے ہیں۔ تاکہ اپنے صحیح اوصاف سے واقفیت ہو جائے۔ اور اس میں جو کچھ تکلیف اُن پر آتی ہے اس سے شکستہ خاطر نہیں ہوتے بلکہ اپنے نفس کی پوری تفتیش اور پوری درستی جبتک نہیں کرلیتے سعی سے باز نہیں رہتے۔ اور کبھی نہ ہوگا کہ وہ اپنی طبیعت کی باگ قوائے شہوانی یا غضبی کے ہاتھ میں دیدے اسوقت اُسکی اصلاح کامل سمجھی جائے گی اس وقت انسان کی روحانی کیفیت بدل جاتی ہے اور اس کا رتبہ اتنا بالا ہو جاتا ہے کہ وہ برائی بھلائی میں تمیز کرتا ہے۔ اور اس پر تخیلات فاسدہ کا قابو نہیں چل سکتا جس قوت کے ذریعہ سے انسان کے افعال میں اتنا بڑا تغیر پیدا ہوا وہ "عقل عملی" کہلاتی ہے یہ کسی خاص قوت کا نام نہیں ہے بلکہ انسان کی مختلف قوتوں کے مل کر کام کرنے کا نام ہے

عقل عملی کے کام انسان کو دنیا میں جو وسائل اور اسباب حاصل ہیں۔ عقل عملی سمجھاتی ہے کہ ان سے کوئی

کام کس طرح سب سے عمدہ اور بہتر ہو سکتا ہے۔
۲۔ تمام قوتوں کو مناسب درجہ پر رکھتی ہے۔
۳۔ انسان کو اس کے فرائض ادا کرنے پر مجبور کرتی ہے جس کی مدد سے انسان خیالی اور وہمی حالتوں کا انتظار نہیں کرتا۔
۴۔ اس کا بڑا کام یہ ہے کہ وہ راست اور غلط میں تمیز کرنا بتاتی ہے اس صورت میں اس کو قوت تمیز بھی کہتے ہیں۔ ایسی قوت تمیز پر تمام اخلاق کی بنیاد قائم ہے قوت تمیز ہی ایک کام کو اختیار کرنے اور دوسرے کو ترک کرنے کا حکم دیتی ہے اور یہی چیز ہے جو دیگر حیوانات سے انسان کو ممتاز کرتی ہے اور جائز و ناجائز میں امتیاز سکھاتی ہے اور جن کا دل نور حکمت سے معمور ہے وہ تمام جذبات کو عقل کا مطیع رکھتے ہیں وہ عادات اور خواہش کے محکوم نہیں ہوتے بلکہ ان پر حکمرانی کرتے ہیں۔
۵۔ انسان جو معلومات اپنے تجربہ اور علم سے اٹھاتا ہے عقل عملی اسے کام میں لانا سکھاتی ہے۔

باب دوم

حقائق نفس الافراد اور اشیاء کی معرفت

۱۔ حصول علم

انسان اور حیوں میں مابہ الامتیاز

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم ہی وہ خاصہ ہے جس سے انسان اور حیوان میں تمیز ہو سکتی ہے انسان، شجاعت اور بہت سا کھانا کھانے میں حیوانات پر شرف نہیں رکھتا بلکہ اس کو یہ امتیاز اس لئے حاصل ہے کہ وہ عالم ہے اور اسی علم حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جس کو علم نہ ملا اس کو کچھ نہ ملا اور جسے علم حاصل ہوا اسے سب کچھ مل گیا۔ مریض کو اگر کچھ دن کھانا پانی نہ دیں تو وہ مرجاتا ہے یہی حال دل کا ہے کہ جب علم و حکمت سے دل کو روک دیا جائے تو وہ بھی بہت جلد مرجاتا ہے۔ انسان کو فضول مشاغل میں انہماک دل کی بیماری کی خبر نہیں ہونے دیتا۔ ایک جگہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کا بدن نفس کی سواری ہے اور نفس محل علم ہے۔ اور علم ہی انسان کا مقصود ہے جس کے واسطے انسان پیدا ہوا ہے انسان کا مرتبہ بہائم اور ملائکہ کے درمیان ہے پس جس نے اعضا اور قوٰی سے کام لیا کہ علم و عمل میں

اس کو استقامت ہو تو وہ فرشتوں کے مانند ہے۔ ورنہ غذا اور قد و قامت کے اعتبار سے حیوان ہے۔

علم کا فائدہ (۱) انسان میں نہایت بلند آزادانہ اور محققانہ خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔
۲۔ انسان کی اخلاقی حالت درست ہو جاتی ہے۔
۳۔ عمدہ عمدہ پوشیدہ اور خفتہ قوتیں ظاہر اور بیدار ہو جاتی ہے
۴۔ انسان وحشت سے نکل کر تہذیب کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

علم کی خواہش علم کی خواہش فطرتی ہے ایک جاہل سے جاہل آدمی بھی کسی امر سے واقفیت اور علم ظاہر کر کے خوش ہوتا ہے اور ناواقفیت کے اظہار سے شرماتا ہے۔

علم حقیقی ہے علم ایک اکتسابی اور قیام پذیر شئے ہے اعتباری نہیں بلکہ حقیقی ہے

علم کی ضرورت شیکپیر کا قول ہے کہ جہالت خدا کی پھٹکار ہے اور علم کے پروں سے ہم آسمان پر اڑ سکتے ہیں، انسان کو علم کی ضرورت اکتساب معاش کے لئے نہیں بلکہ جس طرح حرفہ پیشہ وروں کو عمدہ تعلیم دینے سے یہ مطلب ہے کہ وہ صناعی میں بےمثل ہوں اسی طرح انسانیت کے اعلی جوہر بھی ان میں پائے جائیں جرائم کی تعداد گھٹ جائے لوگوں کی طبیعت سے آوارگی جاتی رہے افلاطون کہتا ہے کہ انسان کے حق میں

سب سے عمدہ چیز علم ہے اور جہالت تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔

کتاب علم حاصل کرنے کا ایک ذریعہ کتاب بھی ہے۔ جو لوگ صداقت کے خواستگار عقل کے جویا اور سائنس کے تلاشی ہیں۔ وہ ضرور کتاب سے محبت رکھتے ہیں۔

کتابوں میں بزرگوں کے کارنامے ان کی ایجادیں اور اختراع ترقی وتنزل اقوام کے حالات دوسروں کے علم تجربے صانع قدرت کی خوشنما دستکاریوں کے تذکرے مذہبی قوانین مذکور ہیں انسان ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت پر پہنچ سکتا ہے۔ کتاب کیا ہے گویا مشیر ہے یا استاد ہے جو کسی وقت نہ جھڑکتی نہ خفا ہوتی ہے اور نہ ہم سے بخل کرتی اور نہ عدیم الفرصتی کا بہانہ کرکے ٹالتی ہے کتابوں کا ذخیرہ دولت کے ذخیرہ سے زیادہ قیمتی اور زیادہ کارآمد ہے

علم و تجربہ علم سال بھر میں اتنا سکھا سکتا ہے کہ تجربہ بیس سال میں بھی نہیں سکھا سکتا۔ تجربہ اس وقت سکھاتا ہے جبکہ تلافی مافات نہ ہوسکے اور عمر بھر پچھتانا پڑے درانحالیکہ علم قبل از وقت متنبہ کر دیتا ہے اور نقصان سے بچاتا ہے۔ کوئی شخص علم جغرافیہ سے ناواقف ہو اور بار بار چکر لگا کر کسی ملک کا راستہ دریافت کرے تو اس نے کیا فائدہ اٹھایا عالم شخص ایک منٹ میں کتاب کے ذریعہ سے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ

کس راستہ سے جانے میں سہولت ہے علم سے عقل کو جلا ہوتی ہے۔ لوہے میں کاٹنے کا جوہر موجود ہے۔ لیکن تلوار کو صیقل کرنا ضرور ہے۔

کتابوں کا انتخاب

جس طرح ہر شخص دوستی کے قابل نہیں اسی طرح ہر کتاب بھی پڑھنے کے لائق نہیں خراب کتابوں کے پڑھنے سے نہ صرف تضیعِ اوقات ہوتی ہے بلکہ خیالات خراب اور دل میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ لوگوں کے نداق اس قدر خراب ہو رہتے ہیں کہ ان کی توجہ مبتذل ناول اور اشعار لکھنے کی طرف زیادہ مائل ہے مفید اور اعلیٰ درجہ کی کتابوں نے دنیا میں انقلاب پیدا کئے ہیں۔ اور انسان کی کایا پلٹ دی ہے اس لئے کتابوں کے انتخاب میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے

مطالعہ

کتاب کے مطالعہ سے دل بہلتا ہے۔ خوشی حاصل ہوتی ہے قابلیت پیدا ہوتی ہے تحریر وتقریر میں لطافت اور حسن پیدا ہوتا ہے خود مطالعہ کرنا اور اپنے غور وفکر سے مضامین کا حل کرنا بہت زیادہ مفید ہے۔ اس طرح کا حاصل کیا ہوا عمر بھر یاد رہتا ہے مضمون کے سمجھنے اور فکر کرنے کی قوت بہت زیادہ اور جلدی ترقی کرتی ہے محنت سے مطالعہ کی عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے تو تھوڑے دنوں میں سہولت نظر آنے لگتی ہے۔ دوسرے لوگوں سے سیکھنے میں جو علم آتا ہے وہ

اس قدر یاد نہیں رہتا جیسا کہ خود اپنے مطالعہ سے کیونکہ وہ دل پر نقش ہو جاتا ہے۔ اور اس سے دماغی قوت اس قدر بڑھتی ہے کہ ایک مسئلہ کو حل کرنے سے دوسرے مسئلہ کے حل کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے خیالات میں ترقی اور بلند پروازی مطالعہ ہی سے ہوتی ہے۔

غور و فکر پڑھے ہوئے کو ضبط و محفوظ کرنے کے لئے یہ مناسب ہے کہ تھوڑا وقت مضامین میں غور و فکر کرنے میں صرف کیا جائے اس طرح بیٹھکر تھوڑی دیر سوچنے سے جو نتیجہ نکلے گا۔ وہ ساری کتاب پڑھنے سے نہیں حاصل ہو سکتا۔

علما کی صحبت پہلے سے کچھ استعداد موجود ہو اور فن سیکھنے کا شوق ہو تو اس فن کے علما کی صحبت اختیار کی جائے ایک عالم شخص کی تھوڑی دیر کی گفتگو سے ایک بڑی کتاب کے مشکل سے مشکل مسائل کا خلاصہ نہایت سہولت سے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ کتب بینی سے بالکل مستغنی نہیں کر دیتا۔

علم کا شوق طالب علموں کو بہت سی باتیں حصول علم کی طرف محرک اور ان کے شوق کو مشتعل کرنے والی ہوتی ہیں۔ مثلاً امتحان میں کامیابی دوسروں پر سبقت کا خیال اگرچہ ایک حد تک مستحسن ہیں لیکن وہ طالب علم جو کوئی ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی علم کا جویا رہتا ہے۔

تو اس کی کوشش سچے شوق کے نام کی مستحق رہتی ہے۔

مشاہدہ موجوداتِ عالم کی ہر شئے کو بنظر غور و تعمق دیکھنے سے معلومات کا نیا ذخیرہ ملتا ہے۔ واقعات جسمانی صورت میں سامنے نظر آتے ہیں۔ اور بہت سی حقیقتیں کھلنے لگتی ہیں۔ جو اور طرح اس آسانی سے نہ معلوم ہوتیں اس کا نام "مشاہدہ" ہے جس شخص نے آنکھ کھول کر کسی کان کی شکل نہ دیکھی ہو اس کو علم معدنیات کوئی فائدہ نہیں دے سکتا اسی طرح علم نباتات علم حیوانات علم طبقات الارض علم کیمیا۔ تعمیرات نقشہ کشی۔ مصوری اور تمام فنون لطیفہ کا حال ہے کہ ان کا کمال مشاہدہ پر منحصر ہے۔ اور جس شخص میں مشاہدہ کی قوت نہیں اس کو اُن علوم کے اصول جاننے اور نہ جاننے یکساں ہیں۔

علم کی خوشی جس کا دل علم کی روشنی سے منور ہے وہ جانتا ہے کہ قوائے دماغی سے کیا کام لینا چاہئے۔ وہ تمام صور محسوسات اور معقولات میں بے انتہا دلچسپی پائیگا مخلوقات عالم کی ماہیت فنون و حرفت کا کمال و ترقی نظم کی بلند خیالی اور نزاکت، تاریخی واقعات و سوانحات زمانہ موجودہ اور گذشتہ کے انسانوں کے اوضاع و اطوار وغیرہ کل باتیں اس کے لئے ایک وجدانی مسرت کا سامان ہونگی

سائنس علم سائنس مشاہدہ کی قوت کو تیز اور مکمل کرتا ہے اشیائے موجودات اور تغیرات عالم کو سب ہی دیکھتے

ہیں، لیکن اکثر لوگوں میں مشاہدہ کی قوت نہیں ہوتی اور وہ نہیں جانتے کہ خاص خاص نتائج کیوں پیدا ہوتے لیکن سائنس دان آدمی کا مشاہدہ صحیح نتیجہ نکال لیتا ہے وہ علت معلول کے تعلقات اور سلسلہ کو جانتا ہے اور اپنے مشاہدہ سے اس سلسلہ کا کھوج لگاتا ہے وہ موجودات انتظام اور تعلقات و روابط سے واقف ہوتا ہے اور اس طرح اپنے دلائل سے بہت جلد صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔

سائنس کی قوت سائنس کے جاننے سے صرف حسن و آرائش ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ قوت حاصل ہوتی ہے۔ وہ قومیں جو آج سائنس سے کام لیتی ہیں۔ ترقی کے آسمان کا تارہ بن رہی ہیں - یہ سائنس ہی کا نتیجہ ہے کہ سمندروں میں جہاز اور خشکی پر ریلیں دوڑ رہی ہیں۔ اور جو مسافت پہلے برسوں میں طے ہوتی تھی اب گھنٹوں میں گذر جاتی ہیں۔ تار برقی ٹیلیفون فونوگراف جرثقیل یہ سائنس کی ادنی کرامت ہے کہ لاکھوں من کا بوجھ جرثقیل میں تنکے کی طرح اٹھا لیتا ہے۔ بجلی کی روشنی چاند سورج کو شرماتی ہے اور رات کو دن کر دکھاتی ہے سائنس ہی وہ علم ہے۔ جس کا حاصل کرنا قوت ہے۔

علمی تحقیقات تمام علوم میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ذرا ذراسی چیزوں کا غور و خوض سے مشاہدہ کیلہ جاتا ہے۔ اور ذرہ برابر دریافت کو نہایت احتیاط سے قائم

رکھتے ہیں یہ دریافتیں دوسری جدید معلومات سے مل کر رفتہ رفتہ ایک علم بن جاتی ہیں۔

سائنس کی تعلیم ملک کی بہبودی و تمول سائنس کی تعلیم پر منحصر ہے مدارس کا فرض ہے کہ وہ طلبہ کو اس طرح تعلیم دیں کہ وہ دانشمندی کے کاموں کی قدر کرنا سیکھیں جو ادنیٰ اعلیٰ کے لئے یکساں مفید ہیں ملک میں عالیشان اور اونچے مکان بنانا مفید نہیں بلکہ لوگوں کے خیالات بلند کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۲۔ اشاعت علوم

علم و عالم کسی قوم کے ترقی یافتہ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ اس کے بہت سے افراد میں کمال کا جوہر موجود علم کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حروف کی خاص شکلیں اور کسی زبان کے الفاظ کے خاص معنے سے واقفیت ہو بلکہ اگر کسی شخص کو بالکل لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو تو بھی ممکن ہے کہ وہ عالم ہو مثلاً ایک باغبان جسے اپنے فن میں عمدہ دستگاہ حاصل ہو اور جسے ان اصول سے پوری واقفیت ہے جو فن باغبانی کی کتابوں میں مصنفوں نے اس ہی کی طرح تجربہ کر کے درج کئے ہیں ایک ناواقف شخص سے زیادہ عالم ہے۔ اسی طرح تمام صناع جو اپنے اپنے فن میں کمال رکھتے ہیں اگرچہ نوشت وخواند سے عاری ہوں ان کو لگ تک

وجود بھی قوم کی ترقی اور ملک کی بہبودی کے لئے نہایت ضروری ہے ایک شخص کے تجربہ کا جاننا دوسرے کے لئے علم ہے۔

مدارس اور انکی تعلیم ۱

آج کل کے مدارس میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ یہ سب ایک ہی نصاب کی تعلیم دینے اور طلبہ کے مذاق اور میلان طبع کا بالکل خیال نہ کرکے مختلف علوم کی ابتدائی کتابیں پڑھاتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مدارس میں پڑھنے والوں کی بہت سی جماعت بیکار ثابت ہوئی اور ان کا وقت ان علوم میں جن کی طرف طبیعت کا میلان نہ تھا بیکار گیا اور قدرت نے جس خاص علم کی مناسبت اس میں رکھی تھیں اس سے وہ محروم ہوگئے۔ سوائے علم اخلاق کے کوئی تعلیم بھی انکو دیجائے ان تمام اشخاص کے لئے مفید اور ضروری نہیں ہوسکتی۔ بالآخر ایسی تعلیم کا نتیجہ بے قدری اور تنزل ہوگا۔

ملکی زبان میں تعلیم ۲

ہندوستان میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں ان میں ایک زبان بھی علمی نہیں گو اردو ابھی عالم طفولیت میں ہے لیکن مبصر جانتے ہیں کہ اس نونہال میں ایسے آثار نمایاں ہیں کہ سارے ہندوستان پر ملکی زبان کی حیثیت سے حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اسی لئے دکن میں اردو کو علمی زبان بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اور یورپ کی زبانوں سے

سے علم وفن کی کتابیں اردو میں ترجمہ و تالیف ہو رہی ہیں۔ گو اردو میں علمی اصطلاحات کے ادا کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اردو ہی پر کیا منحصر ہے کوئی زبان شروع میں علمی زبان نہ تھی مصنفین ہی نے اسے بڑھایا اور درجہ کمال تک پہونچایا ہے۔ جب نئے نئے علوم فنون آتے ہیں۔ تو ان کے ساتھ نئے نئے الفاظ نئی نئی اصطلاحیں بھی آجاتی ہیں اور اس طرح زبان میں وسعت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس وقت انگریزی یا کسی زبان کا حاصل کرنا اور اس کے بعد کسی فن کی طرف متوجہ ہونا بہت مشکل کام ہے اور غیر زبان کے حاصل کرنے میں اس قدر وقت صرف ہوجاتا ہے کہ پھر فن حاصل کرنے کی مہلت نہیں ملتی اگر اپنی زبان ہی میں علوم وفنون موجود ہوں تو اگر باقاعدہ طور پر مدارس میں تعلیم حاصل نہ بھی کرے تو بھی وقت بوقت بہت کچھ سیکھ سکتا ہے اور بہت کم عمر میں بہت اعلیٰ درجہ پر پہنچ سکتا ہے

ہر علم کی کتابیں تصنیف کیجائیں اشاعت علوم کا تیسرا ذریعہ تصانیف کتب ہے اور جہاں تک ہو ارزاں قیمت پر فروخت ہوں ہندوستان میں اعلیٰ تصنیف اور مصنف دونوں کی کمی ہے۔ بہت جدید علوم یورپ کی زبانوں میں ایسے ہیں جنکی ابھی تک ابتدائی کتابیں بھی ہمارے یہاں نہیں ہیں۔ یورپ کے

کتب فروش اور صاحب مطابع وہاں کے علوم وفنون کی اشاعت میں جس قدر مدد دیتے ہیں اور اپنے ملک کے مصنفین کی جیسی قدر کرتے ہیں ہندوستان میں کوئی نہیں کرتا ہم اور کچھ نکریں صرف اتنا تو کریں کہ جو کچھ وہاں کی سوسائیٹیاں جدید تحقیقات کریں اسے بذریعہ ترجمہ یا تالیف اپنی زبان میں منتقل کرلیں موجودہ ذخیرہ کو اپنے قبضہ میں کرنا ہی بہت بڑا اور بہت مفید کام ہے

کتاب کی قیمت چہارم کتابوں کی قیمت جہاں تک ممکن ہو کم رکھی جائے تاکہ غریب شوقین لوگ بھی بہ آسانی خرید سکیں۔ اور ہر اعلی اور علمی کتاب کا ایک ارزاں اڈیشن ضرور شایع کیا جائے۔

کتب خانہ پنجم ملک میں ایسے کتب خانہ بھی ہوں جن میں ہر زبان اور ہر فن کی عمدہ عمدہ جمع کرنے کی کوشش کی جائے اور قدیمی کتابیں جو کمیاب ہیں جمع کی جائیں۔ اور بلا فیس ہر شخص کو مطالعہ کی اجازت دی جائے۔

لکچر ششم ہر فن کے صاحب کمال کبھی کبھی اپنے معلومات کا اظہار بذریعہ لکچر کرکے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔ سامعین کے دلوں میں ان سنی ہوئی باتوں سے اس علم کے حاصل کرنے اور اس میں کمال حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے

جبری تعلیم ہفتم ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی جائے یہ مسئلہ بہت غور طلب ہے کہ تعلیم کا لازمی قرار دینا کس طرح ممکن ہے اور وہ تعلیم کیا ہونی چاہیئے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا اگرچہ یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ کسی غریب آدمی کو اگرچہ وہ خاکروب ہی کیوں نہ ہو ذلیل سمجھا جائے یا مبتذل بنایا جائے۔ لیکن دنیا میں ضرورۃً ایسے لوگ پیدا کئے گئے ہیں جن کی حالت اس سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتی البتہ ان کے علاوہ ہر شخص کو ابتدائی تعلیم دینی مفید ہوگی۔ یورپ کی جن قوموں نے تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس سے بہت فائدہ اٹھائے ہیں۔ گو اس میں سلطنت کو بہت بار اٹھانا پڑے گا یہ تعلیم بہت کم عرصہ میں ختم ہونی چاہیئے۔ اور ایسی ہو کہ ان کو کاروباری آدمی بنا سکے۔ اور اپنے کاروبار کو خوب سنبھال سکیں۔ نہ ایسی تعلیم کہ ان کے پیشے کے لئے مضر ہو۔

ہر فن کی تعلیم اپنے ہی ملک میں ہو۔ ہشتم ابتدا سے انتہا تک ہر فن کی تعلیم اپنے ہی ملک میں ہو اشاعت علوم اور ترقی علوم جبھی ممکن ہے غیر ممالک کے پروفیسر اپنے ملک میں بلائے جائیں۔ کیا عجب ہے کہ تھوڑے عرصہ میں خود ہمارے یہاں ایسے لائق آدمی پیدا ہو جائیں۔ جو پروفیسری کی کرسی کے شایاں ہوں

ہوا اور ابر کا فیض کسی کے لئے بند نہیں ہے علم کہ غذائے روح ہے کسی کے لئے بند نہ ہونا چاہئے۔

تعلیم نسواں

کمال کی ضروری شرط دنیا میں کوئی چیز اسی وقت کامل خیال کی جائے گی جب اس کے تمام اجزا کامل ہوں یہی حال انسانوں کا ہے کہ وہ کیسا ہی عالی خاندان کیسا ہی نجیب الطرفین، دولت و ثروت اور حکومت کے لحاظ سے کیسا ہی عالی مرتبہ کیوں نہ ہو لیکن اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے دماغ علم کی روشنی سے منور نہ ہو چونکہ انسان کا گروہ مرد اور عورت سے مرکب ہے اور ان کے تعلقات اس قدر قوی ایسے ضروری اور با اثر ہیں کہ ایک کا وجود دوسرے کے بغیر ناممکن ہے ایک کا انتقام خوشی و آسایش۔ بقا و قیام دوسرے پر منحصر ہے عورت اور مرد تصویر کے دو رخ ہیں۔ بس انسانی گروہ اس وقت تک شایستہ، مہذب، ترقی یافتہ نہیں ہو سکتا جب تک یہ دونوں افراد انسانی باہم ترقی نہ کریں۔

عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں اور منزل مقصود تک صحیح و سلامت پہونچنے کے لئے دونوں پہیوں کا استحکام لازم ہے جو لوگ صرف مردوں کو تعلیم دیکر

قوم کی ترقی دینا چاہتے ہیں وہ شاید امید رکھتے ہیں کہ پرندہ ایک پر سے آسمان پر اڑ جائے اور گاڑی ایک ہی پہیے سے منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

عورت کے کام اور اس کی ضرورت

قدرت نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس کے لئے۔ ایک خاص غرض اور غایت معین فرمائی ہے۔ عورتیں دنیا میں محض بیکار فضول نہیں پیدا کی ہیں بلکہ ان کے واسطے خاص کام ہیں۔ عورتوں کے کام مرد اور مردوں کے کام عورتیں نہیں کرسکتیں اگر یہ تفریق اُٹھ جائے تو نظام تمدن بگڑ جائے گا۔

عورت کے اوصاف

عورت مرد کی ساتھی مرد کی شیر مردکی راز دار اور مرد کے گھر کے مالک اور اس کے ساتھ کی برابر کی حصہ دار ہے۔ لیکن عورتیں مرد سے قوت و زور جسم و توانائی میں بہت کم ہیں اگر مرد کی دماغی قوتیں عورت کی نسبت زیادہ ہیں تو عورت کے دلی جذبات مرد سے زیادہ قوی ہیں۔ اور اس کے دل میں محبت، رحم، غم، غصہ، خوشی، انفعال کا احساس مرد کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ مرد اگر سوسائٹی کا سر ہے تو عورت دل۔

عورتوں کی تعلیم کی ضرورت

جس طرح ایک شخصی تہذیب کے لئے دل و دماغ کے قوا کے تہذیب کی ضرورت ہے

اسی طرح نوعی تہذیب کے واسطے مرد وعورت کی تعلیم لازمی ہو بلکہ کمزور حصہ کو تعلیم کی زیادہ ضرورت جس مرد کے دل میں خدا کا خوف انسانی ہمدردی، انصاف نہ ہو وہ خودغرض آزار دہ ہوگا۔ اسی طرح جس عورت کے دماغ میں عقل و ذکاوت و فہم نہو وہ کیسی ہی خوبصورت ہو تو چینی کی مورت ہے۔ اس لئے عورتوں کی قوت عقل کو ترقی دینے کے لئے تعلیم کی حاجت ہے تعلیم سے انسان کے قواء باطنی ایسے مکمل ہو جاتے ہیں کہ وہ مشاہدہ اور تجربہ سے صحیح صحیح نتائج استنباط کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور واقعات کی نسبت صحیح رائے قائم کر سکتا ہے۔

عورت کا رتبہ عورتوں کو تعلیم دینے سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ دنیا میں عورتوں کو قدرت نے کیا مرتبہ دیا ہے اور کس قسم کے کام ان کے سپرد کئے ہیں۔ عورتیں مردوں کی لونڈیاں نہیں ہیں لیکن مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔ عورت کا رتبہ مرد کے بعد ہے۔ چونکہ عورتوں میں فطرتی نزاکت عموماً پائی جاتی ہے اور دنیا کے حوادثات اور سختیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اگر مرد عورت کا محافظ ہے تو عورت مرد کی معاون ہے تو وہی تعلیم زیادہ عمدہ زیادہ مفید ہوگی جو عورتوں میں اس معاونت کی قابلیت کو بڑھائے۔

عورت کے خدمات عورتوں میں یہ معاونت محبت اور مہربانی کی خدمتوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ننھے ننھے بچوں کی پرورش و تیمارداری

رنج و مصیبت اور افلاس سختی کے زمانہ میں جو تسکین عورتوں سے پہنچتی ہے وہ خاص اسی کا حصہ ہے انتظام خانہ داری میں عورت ہی سے آرام مل سکتا ہے۔ اگر گھر کا انتظام خراب ہو چین ملنا دشوار ہے

عورتوں کے اخلاقی خصوصیات

چونکہ جسمانی طاقت میں عورتیں بہ نسبت مرد کے کمزور ہوتی ہیں اسی طرح ان کی قوت ادراک اور فہم مرد کی نسبت کم اور ان کا دل بھی کمزور و نازک ہوتا ہے عورتوں میں حیا اور اخلاق حاصل کرنے کی قابلیت مردوں سے زیادہ ہوتی ہے ان کے مذہبی عقائد بھی مردوں کی نسبت زیادہ مستحکم اور قوی ہوتے ہیں۔ لیکن اوہام پرستی اور ضعیف الاعتقادی بھی ان میں بہت ہوتی ہے عورتوں میں عصمت مردوں کی نسبت سے زیادہ ہوتی ہے۔

عورتوں میں محبت و نفرت کے دونوں مادے مردوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ ان میں ہمدردی اور شفقت کا مادہ تیز اور قوی ہوتا ہے۔ اگر مرد اور عورت کی ایک ایک تصویر کھینچی جائے جس ان کے خصائل اچھی طرح معلوم ہو سکیں تو مرد کی تصویر سے دلیری ہمت، تدبر ظاہر ہوگا۔ اور عورت کی تصویر، دیکھیں تو شرم، وحیا، خوف بھروسہ، نرم دلی پائی جائے گی اور یہی صفات مرد اور عورت میں امتیاز پیدا کرتے ہیں۔

تعلیم نسواں

عورتوں کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ اپنا سارا وقت آرایش و سنگھار میں صرف کریں اگر ایسا کریں گی تو زندگی کے کاروبار اس سے نہیں چل سکتے۔ بلکہ اس استعداد کیلئے

اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے اور اس سے وہی فنون مراد ہیں۔ جو عورتوں کے لئے ضروری اور بکار آمد ہیں۔

تعلیم عقل کو روشن کرتی ہے اور قواء دماغی کو جلا دیتی ہیں تعلیم عورت میں خیالات کی بلندی اور پیش بینی پیدا کرتی ہے اور تعلیم کے اثر سے عورت گھر کے کام کے قابل ہوسکتی ہے۔ تعلیم عورت کو دھوکے اور فریب سے بچاتی اور اس کو جاہلانہ لالچوں اور اوہام پرستی سے محفوظ رکھتی ہے تعلیم عورت کا اثر زیادہ قوی اور زیادہ مفید بھی کر دیتی ہے۔ چونکہ انسان کی اخلاقی تعلیم زیادہ تر اس کے گھر کی حالت پر منحصر ہے۔ اس لئے عورتوں کی تعلیم صرف ان کی ذات کو مفید ہے۔ بلکہ قومی بہبودی اور ترقی کا زینہ بھی ہے۔

تعلیم نسواں کا اثر مردوں پر

اگر عورتوں کے اخلاق کمزور اور ان کے دل ناپاک ہوں تو مرد ان کے اثر سے نہیں بچ سکتا اس لئے تعلیم دینا گویا مردوں کو تعلیم دینا ہے۔ عورتوں کا رویہ اور عقل درست کرنا مردوں کا اخلاق درست کرنا ہے اور لڑکوں کی ابتر حالت اس کا نتیجہ ہے کہ مائیں جاہل ہیں۔ جو عورتیں اصول اخلاق سے جاہل ہیں وہ اپنے بچوں کو کسی طرح عمدہ تربیت نہیں کرسکتیں۔

عورتوں کو کس قسم کی تعلیم دینا چاہئے

عورتوں کو وہ تعلیم دی جائے۔ جو اُن

کے جوہروں کی نہ صرف قائم رکھے بلکہ ترقی دے اس لئے حسب ذیل مضامین کی تعلیم ان کے لئے لازمی اور ضروری ہے

مذہب کی تعلیم مذہب کی تعلیم خدا کا خوف، ایمانداری، صداقت پرہیزگاری عصمت، رحمدلی۔ انصاف فیاضی رقت قلب، صبر، توکل، پیدا کرتی ہے۔ اور یہ ایسے اوصاف ہیں۔ جن کا عورت میں ہونا لازمی ہے۔

عالم طفولیت میں ماں کے اخلاق سے بچوں کی روح نشو ونما پاتی ہے اگر وہ دینداری کی ہوا میں پلتے ہیں تو ضرور بڑے ہوکر بھی ان کے دل میں مذہب کی چمک رہتی ہے۔ اور جو بچے اپنے گھر میں جہالت کا اندھیرا دیکھتے ہیں۔ اور بے دینی کی باتیں کمسنی میں ان کے دل میں گھر کر جاتی ہیں۔ تو بڑے ہوکر علم دین اگر پڑھایا جائے تو اس کی جڑ مضبوط نہیں ہوتی۔

۲۔ اپنی زبان کی تعلیم اپنی زبان کی تعلیم ہونی چاہئے۔ زبان کی آراستگی مردوں سے زیادہ عورتوں کا حصہ ہے کیونکہ جو صفائی اور شیرینی مرد بہ تکلف زبان میں پیدا کرتے ہیں عورتیں بے ساختہ اور قدرتی طور پر اسے ادا کرتی ہیں۔ اس لئے اپنی زبان کی تعلیم عورتوں کو اعلیٰ درجہ کی دینی چاہئے۔

۳۔ علم حساب کی تعلیم کوئی دن ایسا نہیں کہ انسان کو علم حساب کے اصول سے کام نہ پڑتا ہو۔ چونکہ گھر کا خرچ

اٹھانا عورتوں کا حق ہے اس لئے عورتوں کو علم حساب میں لیاقت حاصل کرنا چاہیئے ورنہ گھرکی آمدنی کا ایک حصہ اپنی جہالت کے ہاتھوں برباد کرنا پڑے گا۔ ذرا سے لین دین میں دہوکہ کھا جائینگی علاوہ ازیں علم حساب طبیعت میں غور محنت اور کفایت شعاری کی عادت ڈالتا ہے۔

۴ اصول خانہ داری کی تعلیم افسوس کہ ملک میں ایسی کتابیں بہت کم ہیں جو اصول خانہ داری سکھاتی ہوں اصول خانہ داری میں یہ چیزیں داخل ہیں۔ شلاً۔

سینا پرونا، کھانا پکانا، گھرکا خرچ چلانا۔ نوکروں کی نگرانی بچوں کی نگہداشت، اور ان کی پرورش تربیت وغیرہ

۵) علم حفظان صحت انسان کی صحت اس کا حسن ہے اور عورت کا حسن اس کی قدر وقیمت کو زیادہ بڑھاتا ہے جبتک عورتوں کو حفظ صحت کے اصول نہ معلوم ہوں نہ وہ اپنی صحت کو قائم رکھ سکتی ہیں اور نہ بچوں کی انکی پرورش بالکل عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔ بے احتیاط اور ناواقف عورتیں بچوں کی صحت کو ایسا خراب کر دیتی ہیں کہ وہ بڑے ہوکر ہمیشہ مریض اور ناتوان رہتے ہیں اس لئے عورتوں کو حفظان صحت کے اصول سے آگہی ہو۔

۶۔ معلومات عامہ عام واقفیت ان باتوں کے علاوہ ہم نے بیان کی ہیں جو نہایت ضروری ہے۔ اگر فرصت اور موقع ہو تو

علم و فضل میں زیادہ کمال حاصل کرنا اور قوائے دماغی کو ترقی دینا شرافت وسعادت کی تکمیل ہے۔

باب سوم

خدا کا فرض انسان پر

(مذہب)

فطرتی مذہب علم کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنے فرائض سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اسے ان فرائض کے ادا کرنے کی تدبیر معلوم ہو جاتی ہے پہلا فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے اسی کا نام مذہب ہے۔

دنیا میں چند ایسے فلاسفر بھی ہوئے ہیں جنہوں نے باوجود علم وفضل و مذہب سے انکار کیا ہے مگر ان کی تعداد مذہب کے ماننے والوں سے کم اور بہت کم ہے تاریخ میں قدیم سے قدیم زمانے میں جہاں کسی قوم کا پتہ لگتا ہے وہاں اس کے مذہب کا ضرور پتہ لگا ہے اگرچہ کیسی ہی ضعیف الاعتقادی کی بنا پر کیوں نہ ہو جس زمانہ میں تہذیب کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور انسان اپنی ضروریات زندگی جانوروں کی طرح پورا کرتا تھا اس وقت بھی وہ کسی نہ کسی مذہب کا

پیرو تھا اس سے ظاہر ہوا کہ مذہب کو قدرت طبعی طور سے ہمیں سکھاتی ہے۔

اگر مذہب دنیا سے اٹھ جائے تو کیا ہو گا؟ تو اخلاق کبھی قائم نہیں رہ سکتے۔ دنیا صرف نا امیدی اور یاس کا منظر ہو جائے۔کوئی شخص اپنے انجام یا آخرت یا موت کو امید سے نہ دیکھے اور تسلی نہ حاصل کرے اور کوئی شخص روحانی زندگی کی طرف رجوع نہ کرے اور خود غرضی کے خیالات رہ جائیں۔ مذہب ہی ابنائے جنس کے ساتھ عدالت محبت مروت ، ہمدردی سکھاتا ہے اگر مذہب نہ ہو تو قانون ہیچ ہے۔ مصیبت میں استقلال و آرام دیتا ہے غم و الم میں مذہب ہی سے مدد ملتی ہے۔مذہب ہی انسان کا، رہنما ،معلم، حاکم ، ہے۔

مذہب کا اثر ولولوں پر مذہب کے اعلیٰ نتائج سے دنیا بے خبر نہیں ہے وہ قومیں جو بالکل کمزور حالت میں پڑی تھیں مذہب کے اثر سے۔ان میں شجاعت دلیری پیدا ہو گئی بزدل اور بے ہمت بہادری کا دم بھرنے لگے وحشی اور خونخوار قومیں مہذب اور شایستہ ہو گئیں۔ مذہب ہی نے انسان کی کایا پلٹ دی۔

بیدینی کا اثر جو لوگ الحاد کے قائل ہیں وہ نسل انسانی سے تمام اصلی آرام اور دلی تسکین اور اطمینان قلبی، امید مدد اور حیات جاودانی کی بیخ کنی کرتے ہیں۔ اور روح جو ایک تارے کے مانند ہے الحاد اس کو گل کر دیتا ہے حقیقت شناس نظر سے

اگر دیکھا جائے تو کائنات کا ذرہ ذرہ صانع کی غیر محدود دانش کی مثالیں ہیں نظام قدرت کے اصول اگر غور سے ملاحظہ کئے جائیں تو ماننا پڑتا ہے کہ قوت بشری ایسے انتظام کرنے سے قاصر ہے۔ کارخانۂ عالم میں ایک نظام شمسی ہی ہے کہ عقل دیکھ دیکھ کر دنگ ہوتی ہے۔

مادہ میں قوت ارادی نہیں ہے

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ مادہ خاص خاص خواص رکھتا ہے جن کا اثر نظام عالم پر پڑتا ہے تو بھی اسے ایسی ترکیب کیونکر حاصل ہوی کہ ہر فعل کا نتیجہ مفید اور موید بہ نظام پیدا ہوا کیوں نہیں اس میں بے ترتیبی اور خلل واقع ہوتا اور وہ خاصیتیں کبھی کوئی بے ڈھنگا نتیجہ کیوں نہیں پیدا کرتیں۔

نیچر میں ضابطہ اور قانون

اگر نیچر میں کوئی ترتیب اور قاعدہ نہیں ہوتا تو اس امر کے شبہ کرنے کی کوئی وجہ ہوتی کہ اس پر کوئی حکمران نہیں ہے مگر نیچر کے تمام سلسلے نہایت مدبرانہ ترتیب اور کامل قوانین سے وابستہ ہیں جن کو نہ کبھی تبدیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ جن میں کبھی تغیر واقع ہوتا ہے۔ پھر یہ کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ مادہ نے اپنی سرکش طاقتوں کو اس طرح قابو میں رکھا درآں حالیکہ کوئی حاکم نہو!

خدا قانون قدرت کا مقنن ہے

قدرت کے مقنن کی بے انتہا قدرت

قدرت کا اظہار ان کے فعل سے ہوتا ہے جیسا کہ کسی فاضل کا نمونہ اس کی ایجاد کردہ مشین کے پرزوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً ایک گھنٹہ ہے کہ پرزوں میں کام کرنے کی قوت ہے مگر جب تک وہ بالترتیب نہ جمائے جائیں۔ ان سے ٹھیک ٹھیک وقت معلوم کرنا ناممکن ہے۔ بغیر گھڑی ساز کی قوت فکر کے تمام پرزے چلنے لگے یہ ایک مضحکہ انگیز خیال ہے اگرچہ وقت گھنٹہ سے معلوم ہوتا ہے لیکن تمام شکریہ کا مستحق موجد ہے نہ گھنٹہ

گرچہ تیر از کمان ہمی گذرد از کماندار بیند اہل خرد

تمام قسم کے محسوسات کے معلوم کرنے سے حواس خمسہ عاجز ہیں

یہ کوئی دلیل نہیں کہ ہم خدا کو نہیں دیکھتے خدا تو خدا ہم تو ہوا کو بھی نہیں دیکھ سکتے اور ہوا کے احساس میں شامہ، باصرہ، ذائقہ، تینوں بیکار ہیں صرف سامعہ اور لامسہ اسے احساس کرسکتی ہیں پس جس طرح کسی چیز کا بعض حواس سے معلوم ہونا محال نہ ہے ممکن ہے کہ کسی چیز کے احساس میں پانچوں حواس ظاہری بیکار ہوں اور عقل و نور ایمان ہی اس تک راہ نمائی کرسکتے۔

اتفاقاً کوئی فعل زد نہیں ہوتا نہ کوئی شئے پیدا ہوئی

منکرین خدا کا یہ کہنا کہ اتفاق سے مادہ نے ایسی صورت اختیار کی کہ یہ عالم پیدا ہوگیا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ عجائبات عالم ایسے مکمل اور ایسے اعلیٰ ہیں کہ

ان سے بہتر ہونا ممکن نہیں اگر کوئی ان کا بنانیوالا نہیں ہے تو ان کی ایسی حیرت انگیز ساخت کیوں کر ہوئی اور یہ کمال وخوبی کہاں سے آئی؟

اتفاق کوئی چیز نہیں اگر ہو بھی تو وہ اندھا دھند کام کرسکتا ہے۔ نہ اس میں اشیاء کے جانچنے کی تمیز ہوسکتی ہے نہ ان کو انتخاب کرنے اور ترتیب کی عقل۔ اتفاق سے یہ کیونکر ممکن ہے کہ اتنی بڑی وسیع گوناگون کائنات پیدا کرے اور اس میں وہ انتظام اور ترتیب ملحوظ رکھے جو تدبیر اور اندیشہ کی حد سے بہت بالا تر ہے۔

(۱) مثلاً کسی عمدہ نظم کی کتاب لو اور پڑھو کیا کوئی شخص یہ خیال کرسکتا ہے کہ کسی قادر الکلام شاعر کے بغیر نظم پیدا ہوگئی اور حروف جو ایک زمانہ میں علٰحدہ علٰحدہ تھے خود بخود آکر اس طرح جمع ہوئے کہ ان سے الفاظ اور الفاظ سے فقرے بنے اور وہ بھی مقفی اور موزون اور پھر الفاظ سے ایسے باریک اور نازک معنے پید ہوئے واقعات. ومناظر قدرت،غم وغصہ محبت ودشمنی کی ایسی عمدہ تصویریں کھنچیں کہ آنکھوں کے سامنے سماں بندھ گیا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی نظم حروف کہ اتفاق جمع ہونے سے پیدا ہوگئی ہے۔لیکن تعجب ہے کہ کتاب فطرت جو نظم ونثر کی عمدہ کتاب ہے ہزار درجہ بہتر ہے۔کیونکہ بغیر مصنف (خدا) کے پیدا ہوگئی۔

۲۔ اگر پردہ کے پیچھے ستار بجنے کی آواز آرہی ہو تو کون ایسا بیوقوف ہوگا جو یہ اعتبار کرلے کہ بغیر انسان کے ہاتھ کی مدد کے ستار کے تار آپ ہی آپ پڑے بج رہے ہیں۔

۳۔ ایک پتھر کی مورت سنسان جنگل میں کھڑی ہوئی ہو اگر کسی فلسفی سے یہ کہا جائے کہ اس مورت کو انسان نے کبھی نہیں بنایا بلکہ مادہ کے ذرے خود بخود آکر اس طرح جمع ہونے لگے کہ ایک زمانہ کے بعد اس قسم کی ایک مجموعی صورت پیدا ہوگئی جو انسان کی شکل سے بالکل مشابہ ہے اور ایک عرصہ کے بعد اس میں چلنے پھرنے سوچنے سمجھنے اور استدلال کرنے کی عقل پیدا ہوجائے گی تو کون اس کا یقین کرے گا؟ لیکن تعجب ہے کہ ایک گروہ اس کا قائل ہے کہ انسان جس کی تصویر بغیر بنائے نہیں بن سکتی خود بغیر صانع کے پیدا ہوگیا۔

کائنات کی کل چیزیں بیکار نہیں پیدا ہوئیں

منکرین فلاسفہ کا قول ہے کہ انسان قدرت کی لاکھوں چیزوں کو استعمال کرتا ہے اور ان سے آرام پاتا ہے لیکن قدرت نے ان چیزوں کو انسان کے آرام کے لئے نہیں بنایا۔ بلکہ یوں ہی بے تمیزی سے پیدا کر دیا تھا۔ انسان نے جن چیزوں کو جس طرح اپنے مطلب کا پایا برتا۔ مثلاً کوئی دہقان کسی پہاڑ کے ناہموار پتھروں پر پاؤں رکھکر اوپر گیا اور نیچے آیا تو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ ناہموار چٹانیں اس لئے بنائی

گئی ہیں کہ دہقان اُن کو سیڑھیوں کی طرح استعمال کرے
یا پانی سے کوئی غار پڑجائے اور انسان اس میں پناہ لے
لے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ غار خاص اسی
کام کے لئے بنایا گیا تھا بلکہ انسان نے حسن اتفاق
سے فائدہ اٹھایا یہی دنیا کی تمام موجودات کا حال ہے۔
کہ اتفاق سے بن گئیں۔

منکرین کی یہ دلیل نہایت کمزور ہے دنیا کی مثال
چٹان یا غار کی سی نہیں بلکہ دنیا کی مثال ایک وسیع
اور شاندار مکان کی سی ہے۔ جس میں ہر چیز متناسب
ہے۔ صرف تعمیر ہی کی خوبی کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے بلکہ
تمام ضرورتوں اور صحت و آرام کا پورا خیال رکھا ہے
اور جسمیں تمام بیش قیمت اور رنگ برنگ کا اسباب ایسی
عمدگی سے آراستہ کیا گیا ہے۔ کہ اس سے زیادہ بہتر
ممکن نہیں ہے۔ اور اس کی ہر ایک چیز سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ پہلے ہی سوچ سمجھکر اس کام کے لئے بنائی گئی
تھی۔ اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جو کسی خاص فائدے
یا غرض کے لئے نہ بنائی گئی ہو ایسی عمدہ ایجاد کی نسبت
کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ایجاد بے فائدہ اور
بے ضرورت کی گئی تھی۔ اور اتفاق سے وہ سب درست
اور مناسب اور مفید نکلی

صفات الٰہی | خدا کے صفات تمام نقائص سے پاک ہیں

اس کا علم ازلی ابدی ہے۔ اس کے علم کے سامنے انسان
کے علم کی کیا حقیقت ہے۔ اس کا علم ایک سمندر ہے اور
انسان کا ایک قطرہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔
اس کا عدل ہر شخص کو تنبیہ اور تادیب کا خوف دلاتا
ہے۔ اس کے جلال و قہر سے ہر وقت انسان ڈرتا ہے
اور یہ جان لے کہ وہ ہمکو دیکھتا ہے اور ہمکو پکڑ سکتا
ہو سکتا ہے۔

احکام مذہب احکام کی بجا آوری سے دین اور دنیا درست
ہو سکتے ہیں۔

مذہب کے احکام صاف اور سہل ہیں اگر وہ احکام
ہماری عقل میں نہ آئیں تو ان سے انکار نہ کرنا چاہئے
مذہب کی تعلیم حسن تمدن اور حسن معاشرت کو سکھاتی
ہے دنیوی فرائض کی بجا آوری اور خوشنودی الٰہی کا سبب
ہے۔ احکام شریعت معاملات میں عدالت سکھاتے ہیں۔ اور
ابنائے جنس کے ساتھ رعایت، صداقت اور ادائی فرائض
کی تعلیم دیتے ہیں۔

عبادت کا اثر انسان پر تنہائی میں عبادت سے روح میں تازگی
اور جلا پیدا ہوتی ہے سکون و اطمینان
حاصل ہوتا ہے کہ میں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں جس سے
بڑا کوئی دربار نہیں اور ایسے شہنشاہ سے تعلق اخلاص قائم
کرنے سے دل کو ایسی خوشی ہوتی ہے جو کسی فانی بادشاہ

کے اکرام سے ممکن نہیں۔ اور پھر عبادت خوف و پریشانی سے بچاتی ہے پست خیالات اعلیٰ ہوجاتے ہیں۔ خوف و ہراس رفع ہوجاتے ہیں۔ اطمینان و استغنا کا سرور حاصل ہوتا ہے۔

عبادت کبر و نخوت سے بچاتی ہے اور خودداری قائم رکھتی ہے

انسان مختلف خیالات کا مجموعہ ہے۔ کبھی علم کی وسعت اس کو ماہیت ہر شئے سے خبردار کردیتی ہے۔ اور کبھی جہالت طاری ہوتی ہے کہ اپنی ذات اور رتبہ کو بھی نہیں پہچانتا۔ اور اس غلطی سے غرور و نخوت کی طرف رجوع ہوتا ہے اور خدا تک پہنچنے کی سعی بے سود کرتا ہے۔ خود بینی میں گرفتار ہوکر اپنے سے اعلیٰ کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔

تکبر اور غرور کے نتائج

جب جابر و ظالم ناخدا ترس سفاک بن جاتا ہے۔ حق تلفی کرنا اور ملکوں کو برباد کردیتا ہے اور جب تنزل کی طرف مائل ہوتا ہے تو اتنا گر پڑتا ہے کہ توہمات میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ اور ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کی طرف جھک جاتا ہے۔

بے دینی کا سبب

اس زمانہ میں جہاں امور معاشرت اور لباس میں دوسروں کا اتباع کیا جاتا ہے۔ خیالات میں بھی فیشن کی ہوا چل رہی ہے۔ انگریزی تھوڑی سی پڑھکر اصول مذہب کو لغو بتاتے ہیں۔ احکام مذہب کو خلاف فیشن

سمجھتے ہیں۔ انگریزوں کی خوبیاں نہیں اختیار کرتے۔ برائیوں کا چربا اتارنا سیکھ لیتے ہیں۔ علوم ظاہری اور باطنی سے بے بہرہ ہیں صرف شراب پینے اور لباس و تکلفات ظاہری پر روپیہ برباد کرتے ہیں۔

بے حیائی کا نام آزادی رکھ چھوڑا ہے۔ پیانو بجانا اور فضول خرچی میں روپیہ برباد کرنا سیکھ لیا ہے۔ انگریزوں کے عمدہ اوصاف مثلاً وقت کی پابندی، ادائے فرائض منصبی تلاش علوم، توسیع تجارت، کسب کمال۔ حب ملک و قوم سے بالکل بے خبر ہیں۔ بس خیالات کی بلندی۔ اس میں صرف کرتے ہیں کہ مذہب حقیر چیز ہے۔ جو چیز سمجھ میں نہ آئے اس سے انکار حالانکہ ان کی عقل ہی کیا ہے۔

مذہب کی حقیقت سمجھنے کے لئے علم مذہب کی ضرورت ہے

علم نباتات کا ماہر انجینیر نہیں ہو سکتا اعلیٰ درجہ کا مہندس علم حیوانات سے ناواقف ہوتا ہے۔ علم عروض کا ماہر منطقی استدلال سے بے بہرہ ہوتا ہے منجم فلسفہ پر بحث نہیں کر سکتا اسی لئے علم دین پڑھے بغیر مذہب کی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی۔ کوئی مسئلہ اگر سمجھ میں نہ آئے تو وہ غلط نہیں ہو سکتا قصور فہم کا ہے مسئلہ کا نہیں۔

باب چہارم

اپنی ذات کا فرض انسان پر

صحت

۱۔ اصول جس طرح انسان پر خدا کا یہ فرض ہے کہ اس کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے اسی طرح اپنی ذات کا یہ فرض ہے کہ اس کی نگہداشت کرے اور اپنی صحت وتندرستی کا خیال رکھے نعمت دنیا سے متمتع ہو کر خوشی و راحت حاصل کرے۔

صحت کی تعریف بدن کا ہر ایک حصہ اس کام کو اچھی انجام دے جس کے لئے وہ حصہ بدن پیدا ہوا ہے۔ مثلاً دل و دماغ پھیپڑا، جگر۔ معدہ۔ رگ پٹھے وغیرہ اپنے اپنے کام انجام دیں مزاج کا اعتدال پر رہنا ہی صحت قائم رکھتا ہے۔

بیماری کی تعریف اعضائے جسمانی کو جو کام قدرتاً سپرد ہیں اس کو کل اعضا یا کوئی عضو ٹھیک طور پر انجام نہ دے مزاج کا اعتدال سے منحرف ہونا صحت کو خراب کر دیتا ہے۔

سبب بیماری کا بیماری بغیر سبب کے نہیں ہوتی۔ بعض اسباب جلی اور واضح ہوتے ہیں۔ جو معمولی واقفیت سے بھی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ بعض باریک اور خفی ہوتے ہیں۔ جن کو بڑے بڑے ڈاکٹر اور اطبا بھی مشکل سے تشخیص کر سکتے ہیں۔

بیماری انسان کی خود غفلت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے قواعد صحت کا جاننا ضروری ہے علم طب کا مرتبہ علم دین کے برابر ہے۔ جبھی تو کہا گیا ہے کہ العلم علمان علم الابدان وعلم الادیان قواعد ضروری جو ہر وقت کام آتے ہیں۔ انسے واقفیت پیدا کرلینی واجب ہے۔ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں بلکہ امانت دار ہے۔ قدرت نے باطنی اور دماغی قوتیں اس لئے عطا کی ہیں۔ کہ وہ عملاً جسم کے ذریعہ سے کام میں آئیں۔ جسم ایک آلہ ہے اس لئے کہ کوئی نیکی اور بدی بغیر اس کی معاونت کے واقع نہیں ہوتی۔ ہر فعل کی درستی جسم کی درستی پر منحصر ہے۔ اور جسمانی صحت دماغی کاموں کے لئے ضروری ہے طلبا جو تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کا ایک سبب صحت کی خرابی اور حافظہ کی کمی بھی ہے۔

صحت کے فائدے تندرست آدمی ہی مشکلات کا مقابلہ کرسکتا ہے اور قبل از وقت بوڑھا ہوکر اس کو اپنی صحت کا افسوس نہیں کرنا پڑتا۔ جسمانی صحت آبرو کا باعث ہے کیونکہ خطرات کا دلیری سے مقابلہ کرنا اور دوستوں کی آڑے وقت میں مدد کرنا طاقت وتندرستی پر منحصر ہے۔ اور ملک وقوم و مذہب کی حمایت ہوسکتی ہے اپنے فرائض کو اس لئے خوب اچھی طرح انجام دے سکتا ہے۔ صحت نہ ہونے سے زود رنج اور بدخو ہوجاتا ہے۔

طلبا کی صحت طالب علم اگر بیمار ہوجائے تو اس کا

مطالعہ چھوٹ جاتا ہے۔ زندگی بجائے خوشی کے رنج پہونچائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ طلبا جن کو اپنی صحت کا خیال نہیں تعلیم ختم ہونے کے بعد بے کار ہوجاتے ہیں۔ اور علم کے پھل کے ان کو محرومی ہوتی ہے شوقین طلبا صحت کا خیال نہیں کرتے۔ کتاب کا کیڑا بن جانا قوائے بدنی کو کمزور کرتا ہے۔ کاریگر اور سپاہی اپنے اپنے ہتیاروں کو صاف رکھتے ہیں۔ طلبار کو بھی جسمانی اور دماغی قوار کا ایسا صحیح رکھنا چاہئے کہ ان سے پورا پورا کام لے سکیں۔

صحت جسمانی اصلی خوشی حاصل کرنے کا سرچشمہ ہے ممکن ہے ایک فقیر کو یہ دولت حاصل ہو اور بادشاہ اس نعمت سے محروم ہو۔

صحت خدا کا بڑا عطیہ ہے

اگر صحت نہ ہو اور قارون کا خزانہ حاصل ہو تو وہ بیکار ہے۔ مثل مشہور ہے ایک صحت ہزار نعمت ہے۔ انجن کا ایک پرزا بگڑ جائے تو ساری کلیں چلنے سے رک جاتی ہیں۔ یہی حال جسم کا ہے۔ ذراسی پھانس چبھ جائے تو ساری جان بے کل ہوجاتی ہے

آدمی کہتے ہیں جس کو ایک پتلا کل کا ہے
پھر کہاں کل اس کو جب ہو کل ذرا بگڑی ہوئی

قومی ترقی کا سبب صحت ہے

ہر قوم میں دو طرح برتری ہوتی ہے۔ ایک تو بلحاظ قوا جسمانی دوسرے بلحاظ قوائے دماغی۔

جو قویں جسم میں تندرست ہیں۔ ان کی ذکاوت و ذہانت دانش و فراست بھی زیادہ اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے جن کے جسم کمزور اور ناتوان ہو جاتے ہیں۔ ان کی اصلی قوت کا بھی مرتبہ گھٹ جاتا ہے اور آیندہ نسلوں کے دماغ کمزور اور ناتوان پیدا ہونے لگتے ہیں۔

علاج آب و ہوا غذا لباس اور مکان کی خرابی سے بیماری ہوتی ہے اعتدال مزاج کے انحراف کا خیال رکھا جائے۔ سب سے پہلا علاج پرہیز ہے پھر دوا کا استعمال ہے یاد رکھنا چاہئے کہ دوا بیماری کا استیصال نہیں کرتی کیونکہ بیماری کوئی مادی چیز نہیں۔ نقص اعتدال کو روکتی ہے۔ اور اصلی حالت پر لاتی ہے۔ دوا طبیعت کو مدد دینے کا آلہ ہے۔

اصول حفظان صحت چار ہیں۔ ۱۔ جسمانی ورزش سے اعضائے جسمانی کا نمو اور ان کی صحت ورزش پر منحصر ہے۔ ہر عضو ہر رگ ہر پٹھا۔ ہر ہڈی ورزش سے توانا ہوتی ہے اور بڑھتی ہے۔ اور ان میں زیادہ کام کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔

ورزش کرنے سے خون کا دوران بدن میں خوب ہوتا ہے۔ اور اعضا اچھی طرح سے حرکت کرتے ہیں۔ اگر ورزش نہ کی جائے اور دن بھر بیٹھے ایک کام کئے جائیں۔ یا کتاب پڑھے جائیں۔ اور پھر اس کا خمیازہ

بھگتنا پڑے تو یہ خود اپنا قصور ہے فطرت کا قاعدہ ہے کہ وہ غلطی کی سزا دئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ فٹ بال ٹینس وغیرہ کھیل ورزش میں داخل ہیں۔ ان سے نہ صرف صحت درست ہوتی ہے۔ بلکہ کام کرنے کی قوت بخشتے ہیں۔ اس قسم کے کھیلوں سے نوجوان لڑکوں پر ایک اخلاقی اثر بھی اچھا پڑتا ہے۔ کہ بغیر لالچ یا غرض کے باہم مل کر کام کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ جنگل میں شکار کرنا دریا میں مچھلیاں پکڑنا میدانوں میں گھوڑے دوڑانا تالابوں میں تیرنا غرض تمام قسم کے کھیل اعضا کو توانا دل کو مضبوط اور بدن کو چست کرتے ہیں۔ اگرچہ کسانوں کی طرح ہل چلانے کی ہمیں ضرورت نہیں پڑتی تو بھی۔ گھر کے صحن میں اپنے ہاتھوں سے ایک چھوٹا سا باغیچہ تیار کرنا طبیعت میں پسندیدہ مذاق پیدا کرتا ہے اور نیچر کی خوشنما چیزوں کی قدر کرنا اور موجودات کی خوبصورتی سے حظ اٹھانا سکھاتا ہے۔ کشتی چلانا اور سیر آب کے لطف اٹھانا مسرت بخش مشغلہ ہی نہیں بلکہ قیام صحت کے لئے عمدہ ورزش ہے۔ اسی طرح عضلات سے مناسب کام لیا جائے تو وہ مضبوط بھی ہوتے ہیں لیکن اگر ان سے کام نہ لیا جائے یا زیادہ کام لیا جائے تو وہ کمزور اور ناتوان ہو جائیں گے اور سکڑ جائیں گے ہر عضو ایک خاص کام کے لئے بنایا گیا ہے۔ کام لینے سے وہ مضبوط ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس سے کام نہ لیا جائے تو اس کام کی قوت بھی اس سے رفتہ رفتہ جاتی رہتی ہے۔ مثلاً آنکھ پر پٹی باندھنے

سے ایک عرصہ کے بعد بینائی کم ہو جائے گی۔
شروع عمر میں قوت و طاقت حاصل کر لینا چاہئے تاکہ بڑے ہو کر اکتساب معاش کے لئے محنت کے کام کر سکیں۔ جمناسٹک کرنا۔ ڈنڈ پیلنا۔ مگدر ہلانا۔ دوڑنا۔ سب مفید صحت ہیں اور بدن کو قوت بخشتے ہیں۔

اصلی خوبصورتی خوبصورتی صرف اس کا نام نہیں ہے کہ انسان کا رنگ اجلا اور صاف ہو بلکہ اصلی خوبصورتی یہ ہے کہ جسم سڈول اور موزوں ہو۔ اور یہ خوبیاں ورزش سے پیدا ہوتی ہیں۔

۲۔ تفریح قیام حیات کے لئے پاک صاف ہوا جسقدر زیادہ ملے گی ایسی قدر صحت زیادہ عمدہ اور درست ہوگی۔ ہوا کی ضرورت ہر وقت ہے۔ صاف ہوا سے خون زیادہ صاف ہوتا ہے مکان ہوادار بنانا چاہئے۔ اور کمرہ میں دریچے رکھنا چاہئیں۔ تاکہ ہوا کی آمد و رفت خوب ہو۔
صبح و شام ہوا خوری کرنا جنگل میدان کھیت یا غول میں دور دور نکل جانا حفظان صحت کے لئے ایک بہترین عمل ہے کیونکہ ایسے مقامات پر سیر کرنے سے قوت تخیلہ کو بہت بڑی ترقی ہوتی ہے۔ مناظر قدرت کی سیر تسکین و راحت بخشتی ہے رنج و آلام سے رہائی دلاتی ہے۔

سچی تفریح کسی نے سقراط سے پوچھا کہ سچی تفریح کیا ہے اس نے جواب دیا کہ سچی تفریح خوشنما رنگ خوشبودار

مہک۔ دل فریب آواز سے پیدا ہوتی ہے لیکن اگر وہ کیفیت جاتی رہے تو تکلیف ہو لیسے اوصاف کا مجمع سوائے سبز و شاداب جنگلوں اور باغوں کے کہاں مل سکتا ہے کوئی موسم برا نہیں ہر موسم میں تفریح حاصل ہوتی ہے۔ لیکن مختلف طرح سے۔ گرمی، جاڑا برسات۔ موسم بہار، خزاں صبح و شام رات و دن۔ دھوپ اور ابر۔ دریا، سمندر۔ درخت، پودے پھل اور پھول نظر کے لئے دل فریب سامان ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمیں ان سے لطف اٹھانا نہیں آتا ہم رات رات بھر تھیٹر کے دنگل اور ناچ گانے کے جلسوں میں صرف کر دیتے ہیں۔ جو مضر صحت مضر اخلاق اور اسراف بیجا میں داخل ہیں جو چشم بصیرت رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ایک تیتری کے پر میں جو خوشنما اور حیرت انگیز رنگ ہیں۔ وہ ٹاٹک کے کسی پردہ میں نہیں۔

صحت پرہیزگاری ممد ہی بشاشت، خوش دلی، نیک مزاجی تسکین خاطر صحت کے بڑے ممد ہیں سستی، کاہلی عیاشی، اوباشی، صحت کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اور اس قدر لوگ قبل از وقت مرتے ہیں۔ کہ زیادہ محنت اور کام کرنے سے ہرگز نہیں مرتے اگر صبح اٹھکر ورزش کیجائے اور ہوا خوری سے دماغ تازہ کیا جائے اور پرہیزگاری کی عادت ہو تو سخت سے سخت محنت کا بھی متحمل ہو سکے۔

تہذیب بصنر صحت ہی تعجب ہے کہ حیوان علم و عقل سے عاری

ہیں اور وہ عمر طبعی کو پہنچ جاتے ہیں۔ انسان کی عمر طبعی ستر سال ہے۔ لیکن جن ممالک میں حفظان صحت کا بہت خیال ہے وہاں بھی اوسط عمر بیالیس سال سے زیادہ نہیں اصل بات یہ ہے کہ انسان کی یہ تہذیب اور شائستگی بھی انسان کے لئے باعث مضرت واقع ہوئی ہے۔ لوگ بڑے بڑے شہروں اور گنجایش آبادی میں رہتے ہیں۔ کھانے پینے میں تکلفات کرتے ہیں۔ جو قوائے معدے کے لئے مضر ہوتے ہیں۔ شراب کی لذتوں میں پڑکر صحت کو خراب کرتے ہیں۔ بعض پیشہ بھی مضر صحت ہیں۔ مثلاً قصابی۔ رنگریزی۔ دباغی۔ وغیرہ۔ جانوروں کی نسبت انسان پر وبائی امراض کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور موروثی امراض کا اثر بھی انسان پر زیادہ ہوتا ہے جس کے سبب سے بہت کم عمر طبعی کو پہنچتے ہیں۔ اور مرجاتے ہیں۔

صفائی

تحقیقات سے معلوم ہوگیا ہے کہ بہت سی متعدی بیماریاں غلاظت کے وجود سے پیدا ہوتی ہیں۔ ہمارا بدن ہمارا گھر ہمارے اطراف کی جگہ پاک صاف ہونا چاہیئے

بدن کو صاف رکھنے کے لئے ہر روز نہانا لازم ہے۔

انسان کے بدن میں وہ مادہ جو جسم کو بناتا اور بدل ماتحلل ہوتا ہے۔ ہر وقت پکتا رہتا ہے۔ اس مادہ کے پکنے میں بہت سا میل اور فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ فضلہ مسامات کی راہ سے پسینہ کے ساتھ نکلتا ہے اس واسطے مسامات کو کشادہ رکھنے کے لئے بدن صاف رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ جلدی

امراض پیدا ہو کر صحت خراب ہو جاتی ہے سب لوگوں کو صفائی کا خیال رکھنے اور اصول حفظان صحت پر عمل کرنے سے بستی میں بیماری کم ہو جائے گی ۔ ایک شخص کی مضر صحت عادت صرف اسی کو نقصان نہیں پہونچاتی بلکہ اس کے پڑوسیوں پر بھی ان کا اثر پڑتا ہے اس لئے وبائی امراض پھیلتے ہیں جس شخص کے مزاج میں صفائی کا خیال نہیں وہ صرف اپنا ہی نہیں بلکہ سب لوگوں کا دشمن ہے ۔

۴۔ ہوا دنیا میں جسم قائم رکھنے کے لئے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے ۔ مثلاً پانی کھانا ۔ کپڑا ۔ دھوپ لیکن ان میں ہوا سب سے مقدم ہے ۔ انسان پیدا ہوتے ہی سانس لیتا ہے اور جب مرتا ہے تب ہی سانس بند ہوتی ہے دنیا میں ہوا کی کمی نہیں جس قدر قیام زندگی کے لئے اس کی ضرورت ہے قدرت نے اسی قدر افراط سے ہوا پیدا کی ہے بغیر پیسہ خرچ کئے بلا طلب مل جاتی ہے صحت قائم رکھنے کے لئے صاف ہوا کی ضرورت ہے ۔ اگر ہوا ناصاف ہوگی تو صحت کو نقصان پہونچائے گی اور یہی باعث ہے کہ ہوا کی خرابی سے شہر کے شہر بیماریوں کے باعث تباہ ہو جاتے ہیں ۔ اور ہوا میں زہریلے اور مضر صحت بخارات ملے رہتے ہیں اور وہی سانس کے ساتھ پھیپھڑے میں جاتے اور جسم کو خراب کرتے ہیں ۔

ہوا کی ترکیب ہوا گویا ایک سمندر ہے ۔ جس میں ہم اس طرح

رہتے ہیں جیسے مچھلیاں پانی میں۔ سطح زمین سے پچاس میل تک ہوا اس قابل ہے کہ اس میں سانس لیا جائے یا کوئی جاندار زندہ رہ سکے۔ یہ ہوا دو گیسوں سے مرکب ہے ایک کا نام آکسیجن ہے اور دوسری کا نام نائٹروجن اس میں آکسیجن ممد حیات ہے اس سے خون صاف ہوتا ہے زندگی قائم رہتی ہے یہی گیس ہلکی ہلکی بدن کے اندر جلتی رہتی ہے۔ لیکن یہ گیس بہت تیز ہے اگر صرف آکسیجن ہی ہو تو ایک دم جل اٹھے اور ساری کائنات جلادے قدرت کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اس نے اس کے ساتھ نائٹروجن اتنی مقدار میں ملادی ہے کہ یہ تیزی کم ہوگئی اور اسی قدر رہ گئی جسقدر بکار آمد اور مفید ہے نائٹروجن بے آزار گیس ہے۔ وہ آکسیجن کی حرارت اور تیزی کو اعتدال پر رکھتی ہے۔ لیکن نائٹروجن فی نفسہ ممد حیات نہیں ہے اگر کسی حیوان کو صرف نائٹروجن میں رکھا جائے تو فوراً مرجائے گا۔ یا شمع روشن کرو تو گل ہو جائے گی۔ غرض مفید حیات وہی مرکب ہے جو قدرت کاملہ نے بنایا ہے اور جس سے شمع حیات روشن ہے۔

سانس کے ساتھ ہی جو ہوا باہر نکلتی ہے اس میں آبی بخارات ملے ہوتے ہیں۔ اگر کسی آئینہ پر سانس لو تو اس کی سطح بھیگ جاتی ہے۔ آبی بخارات کے علاوہ کاربانک ایسڈ گاس بھی سانس کے ساتھ نکلتی ہے جو صحت کے لیے مضر نہیں

لیکن ان دونوں کے علاوہ سانس کے ساتھ حیوانی مادہ بھی نکلتا ہے اور یہ چیز البتہ مضر صحت ہے۔ اگر ہوا میں زیادہ مقدار میں ملا ہوا ہو تو قاتل ہے جن چھوٹے چھوٹے مکانوں میں بہت سے آدمی ملکر رہتے ہیں ان کی صحت اسی سبب سے خراب ہوجاتی ہے کہ جو ہوا سانس لینے سے خراب ہوگئی ہے وہی ہوا پھر ان کو سونگھنی پڑتی ہے اور اس طرح خون صاف نہیں رہتا بلکہ غلیظ اور خراب ہوجاتا ہے بلکہ بیماری کا بیج جڑ پکڑ جاتا ہے۔ کھلے میدانوں میں رہنے والوں کی صحت اسی سبب سے شہر کے اندر رہنے والوں کی نسبت زیادہ عمدہ ہوتی ہے۔

پانی ہوا سے دوسرے درجہ پر پانی کی ضرورت ہے اگر اگر کھانا نہ ملے اور پانی ملتا رہے تو انسان چند روز تک زندہ رہ سکتا ہے۔ انسان کے جسم سے پانی کئی طرح خارج ہوتا ہے پھیپڑے کے بخارات پسینہ پیشاب سب پانی ہی ہیں اور جس قدر پانی اس طرح کم ہوجاتا ہے اس کے بجائے صاف پانی مناسب مقدار میں پینا چاہئے۔

پانی سے فائدہ یہ پانی بدن میں جاکر خون کو رقیق کرتا ہے تاکہ وہ بدن میں اچھی طرح دورہ کر سکے اور باریک رگوں میں آسانی سے پہونچے۔ پانی ہی سے غذا معدہ میں گھلتی ہے اور رگوں میں پہونچکر ہر ایک حصہ بدن کی پرورش کرتی ہے

پانی ہی کے سبب بدن میل سے صاف رہتا ہے اور جلدی امراض پیدا نہیں ہوتے۔

ناصاف پانی سے اکثر مہلک اور خراب امراض پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً ہیضہ اور پیچش۔ اسہال۔ ملیریا۔ تپ لرزہ۔ تاپ تلی۔ نارو۔ امراض جگر اسی سبب سے پانی کا صاف رکھنا ضروری ہے۔

پانی کا استعمال فلٹر کرنا یا جوش دیکر پینا چاہیے اگر پانی صاف نہ ہو۔

پانی کے اقسام کوئیں۔ تالاب۔ جھیل۔ اور دریا کا پانی۔

غذا اس میں صرف اس قدر خیال رکھنا چاہیئے کہ اس میں بدن کو پروش کی قابلیت زیادہ ہو۔ دودھ میں بدن کو پرورش کرنے کی قابلیت بہت ہے اسی لئے بچوں کے لئے سب سے پہلے اور سب سے عمدہ غذا دودھ قرار دیا گیا ہے۔

نمک ترکاریاں میوے۔ گھی۔ تیل۔ ملائی وغیرہ کھانا چاہئیں۔ جاڑے کے موسم میں گھی اور گرما میں نباتات اور میوے زیادہ کھانے چاہئیں۔ یہ غذا خون ہو کر سارے بدن میں دوڑ جاتی ہے اور پھر یہ خون کہیں ہڈی بنتا ہے۔ اور کہیں بال، کہیں ناخن، کہیں دماغ کو تقویت دیتا ہے۔

رنج و راحت دنیا میں ہر شخص کا مقصد یہ ہے کہ وہ خوشی اور راحت حاصل کرے اور ہر انسان کا یہی مقصد ہونا چاہیئے۔ اس لئے راحت و رنج پر حقیقت میں غور کرنا

اور حقیقی راحت کے حاصل ہونے کے طریقوں کو معلوم کرنا مفید ہے

رنج و راحت کی کیفیت کو معلوم کرنا

۱۔ اس کے معلوم کرنے کے لئے دنیا اور اس کے اسباب پر غور کرنا چاہئیے کہ آیا وہ انسان کی ضرورتوں کے لئے کافی اور مسرت بخش ہیں یا ناکافی اور ایذا رساں ہیں۔

۲۔ مصائب کی حقیقت پر غور کریں کہ انسان اس قدر کیوں رنج و افکار میں پڑا ہوا ہے اور جس تکلیف میں وہ گرفتار ہے یہ واقعی ہے یا صرف انسان نے اس کو ایسا سمجھ رکھا ہے

۳۔ یہ مصیبت انسان پر قدرتاً پڑی ہے یا وہ خود اپنی غلطی سے اس میں گرفتار ہے۔

۴۔ ان رنجوں سے بچنا ممکن ہے یا نہیں۔ آن امور میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ انسان کی اصلی ضروریات بہت کم ہیں اور دنیا میں ان کے پورا کرنے کے عمدہ عمدہ سامان بہ افراط مہیا ہیں۔ ہر ایک چیز انسان کے لئے مفید اور مسرت بخش ہے اور کائنات کا تمام سلسلہ اور حیرت انگیز خوشی اور دل بہلانے والا ہے۔ لیکن انسان ان سے وہ مسرت و راحت نہیں حاصل نہیں کرتا۔ وہ دنیا میں اصلی خوبیوں کو نہیں دیکھتا۔ اور ایسی خوبیوں کی تلاش کرتا ہے۔ جو دراصل دہوکہ اور نمایشی اور عارضی ہیں۔

ترفع و جاہ باعث کشمکش ہیں

انسان سمجھتا ہے جس قدر رفعت و جاہ اور تمول حاصل ہو جائے گا۔ اس کی راحت

یا خوشی یا اطمینان بڑھتا جائیگا لیکن ایسا نہیں ہوتا۔

دنیا کی خوشیاں ناپائدار ہیں

یہ خوشیاں ابر کا سایہ ہیں آن کی آن میں گزر جاتی ہیں۔ اور جو راحت اس سامان سے حاصل ہوتی ہے۔ اس میں رنج و افکار مخفی ہوتے ہیں جو بہت جلد ظاہر ہوتے ہیں۔ اور تکلیف دیتے ہیں جبھی تو کہا گیا ہے۔

مسرات الدنیا مقرونۃ بالغم وحلاوۃ الایام معجونۃ بالسّم

قدرتی مسرت کا اثر

وہ مسرت جو اسباب قدرتی سے حاصل ہوتی ہے طبیعت سے غم و فکر دور کرتی ہے البتہ طبیعت میں ان سے خوشی حاصل کرنے کا مذاق سلیم ہونا چاہیے اگر انسان بے جا کوشش حرص و لالچ خود غرضی کو چھوڑ دے تو حقیقی مسرت اس سے ہمکنار ہوسکتی ہے۔

اقسام حاجت

حاجتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ۱۔ وہ جو فطرتی اور ضروری ہیں ۲۔ جو فطرتی اور ضروری نہوں پہلی قسم کی ضرورتیں محدود ہیں اور یہ بآسانی پوری ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ فطرتی ضرورتوں کے سامان وافر مہیا ہیں۔ اور ان کا حاصل کرنا نہایت سہل ہے۔ مثلاً ہوا۔ پانی۔ دھوپ وغیرہ

لیکن دوسر قسم کی حاجتیں بے انتہا ہیں اور وہ بسہولت پوری بھی نہیں ہوتیں۔

زندگی خوشگوار کسطرح بن سکتی ہے

غیر ضروری اور غیر فطرتی خواہشوں سے اجتناب کیا جائے کیونکہ یہ ضروری

نہیں ہے کہ جو شخص جاہ و حشمت رکھتا ہو وہ خوش اور مطمئن بھی ہو۔ کیونکہ خوشی ظاہری حالت پر نہیں بلکہ باطنی حالت اور طبیعت پر منحصر ہے۔

دنیا کی ہر ایک چیز مسرت بخشتی ہے

انسان میں ضرور ہے کہ خوبی کی شناخت کا مادہ ہو۔ دنیا کی ہر ادنیٰ و اعلیٰ چیز جو ہمارے گرد وپیش ہے کسی نہ کسی کام کی ہے اور جن لوگوں کا مذاق صحیح ہے وہ ان سے وہی کام لیتے ہیں۔ دنیا ایک عجائب خانہ ہے۔ اگر انسان آنکھیں کھول کر دیکھے تو ہر چیز کی صورت اور ماہیت ہی اس کی دل بہلانے کو کافی ہے اور دنیا میں اتنی نعمتیں موجود ہیں۔ کہ ایک انسان سے ان کا شمار کرنا ناممکن ہے۔

فضل خدائے راکہ تواند شمار کرد
یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

فنون لطیفہ کی دلچسپیاں

قدرتی مناظر کے علاوہ خود انسان کی صنعت کی چیزیں بھی مسرت بخش اور دل آویز مذاق میں عمدگی پیدا کرتی ہیں۔ اس سے قدرت کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی راحت اور دل بہلانے کے سامان میں ترقی دیجائے تاکہ زندگی کا زمانہ انسان کو وبال اور دوبھر نہ معلوم ہو۔ فنون لطیفہ انسان کی خوشی کا سرچشمہ اور دل بہلانے کا پورا سامان ہیں جس طرح سورج سے پھولوں میں رنگ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح فنون لطیفہ سے انسانی

زندگی میں بہار ہوتی ہے۔ فنون لطیفہ میں حسب ذیل چیزیں داخل ہیں۔ مثلاً عمارات وخطاطی۔ شاعری موسیقی۔ نقاشی وسنگ تراشی وغیرہ یہ سب دل بہلانے کے سامان ہیں۔

عمارات کون ہے جس نے آگرہ کا تاج محل دلی کی جامع مسجد ایلورہ کے غار دیکھے ہیں۔ اور محو نظارہ نہ ہو گیا ہو۔ یا ان کاریگروں کی صنعت کی تعریف نہ کرے جنھوں نے ایسی عالیشان ایسی دل فریب عمارتیں بنا کر کھڑی کر دی ہیں۔

خوشخطی بت تراشی ایک خوشخط لکھا ہوا قطعہ ایک اچھی تراشی ہوئی مورت ایک عمدہ بنی ہوئی تصویر جو اصل سے مشابہ ہو۔ دلچسپی اور محویت پیدا کرتی ہے۔

شاعری شاعر الفاظ کے ذریعہ سے ایک چیز کا سماں باندھ دیتا ہے۔ اور الفاظ سے کلام میں رنگینی اور دلچسپی پیدا کرتا ہے۔

نظم کا اثر نظم کی دلچسپی اور اس کا اثر مصنوعات سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خدا نے نظم کی قوت انسان کو اس لئے عطا فرمائی ہے کہ کلام میں نہ صرف شوخی شیرینی لطافت اور بلندی پیدا ہو بلکہ اثر بھی۔ نظم کا اثر وہ اثر ہے۔ جو رنج و غم فکر وخوشی خود غرضی وغیرہ کل خیالات کو ایک دم مٹا دیتا ہے۔ شاعر کے ہاتھ میں تلوار نہ ہو لیکن اس کی زبان تلوار سے زیادہ کاٹ کرتی ہے۔ وہ نیکی کی خوبیاں برائی کی مذمت ایسے انداز سے بیان کرتا ہے کہ دلوں پر اس کے کلام کا

نقش جم جاتا ہے۔ اس کا کلام دلوں کو ہلا دیتا ہے۔ جوش و ولولہ پیدا کرتا ہے۔ لوگوں کے خیالات کو پھیر دیتا ہے۔ نئی خواہشیں نئی امنگیں پیدا کر دیتا ہے۔ جس طرح ایک زاہد فریب صورت ایک جھلک دکھا کر اپنا والہ و شیدا بنا لیتی ہے۔ اسی طرح شاعر کا ایک شعر ایسا محو کر دیتا ہے کہ وہ کیفیت نہ بادہ انگوری سے آتی ہے نہ شراب ارغوانی سے جس وقت طبیعت اداس اور متفکر ہو تکان اور ماندگی نے پست کر رکھا ہو اس وقت نظم کی کتاب سے تسکین و فرحت حاصل ہوتی اور طبیعت کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

نظم بھی ایک قسم کی مصوری ہے جس طرح نقاش مختلف رنگوں سے تصویر کے حسن کو اجاگر کرتا ہے۔ اسی طرح شاعر بھی رنگین الفاظ اور تشبیہ و استعارہ کے ذریعہ سے شعر میں جان ڈال دیتا ہے شاعر جو فطرت انسانی کا پورا ماہر ہوتا ہے جب عادات اور خصائل کو بیان کرتا ہے تو آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ کہ اس نے یہ بھید کہاں سے پایا۔

موسیقی کا اثر نظم کا اثر موسیقی کے ساتھ اور بڑھ جاتا ہے۔ قدرت کی قوتوں میں خوش الحانی دلوں کے تسخیر کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ موسیقی دلوں میں روح پھونکتی ہے۔ خیالات میں پرواز دلوں میں جوش پیدا کرتی ہے رنج و غم میں تسکین دیتی ہے۔

رنج و محنت کا اثر کم کرنے کے لئے موسیقی کا استعمال کیا جاتا ہے

پسنہاریاں پیسنے میں گیت گاتی ہیں۔ کسان ہل جوتتا جاتا ہے
اور گیت گاتا جاتا ہے۔

عرب کا بدو لق و دق میدانوں میں اونٹوں کو لئے
کوسوں چلا جاتا ہے اور اپنے گیتوں (حدی) سے خود محو ہوتا
اور اپنے اونٹ کو بھی محو رکھتا ہے۔ یہ سب اس لئے گیت
گاتے ہیں۔ کہ محنت کی تکلیف کم محسوس ہو اور ایسا ہی ہوتا
ہے۔ کہ بے خودی کا عالم تکان کا احساس نہیں ہونے دیتا۔
چرواہے جنگلوں اور پہاڑوں میں گاتے پھرتے ہیں ملاح
کشتی میں گاتے ہیں۔ اور ان کا اثر نہ صرف کانوں پر
بلکہ دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔

لڑائی کے میدانوں میں باجہ کی آواز سے خون رگوں
میں جوش مارنے لگتا ہے اور انسان کو تن بدن کا خیال
نہیں رہتا۔

موسیقی کا اثر حیوانات پر بھی ہوتا ہے دیکھو سانپ بین کی
آواز پر باہر نکل آتا ہے سپیرے کا شکار ہو جاتا ہے۔ موسیقی ایک
تعب ہے جو رنج و مصیبت اور وقت کو سہل کرنے کا آلہ ہے۔

امید مسرت کی

آیندہ کی امید بھی خوشی کا ایک بہت بڑا سرچشمہ ہے
امید انسان کو مشکل کے وقت مدد دیتی ہے تکلیف
اور مصیبت کے اثر کو کم کرتی ہے ارادوں میں قوت اور
استقلال پیدا کرتی ہے انسان کو ہراس اور دل شکنی سے بچاتی ہے
امید انسان کی ہمت کا عصا اور قوت کا سہارا ہے۔

امید انسان کو یہ سبق سکھاتی ہے کہ اگر کسی میں ناکامی بھی ہو تو بھی ہمت نہ ہارنا چاہیئے۔

مصروفیت رنج کو دور کرتی ہے

جس وقت کسی غم نے طبیعت کو گھیر رکھا ہو تو کوئی مصروفیت جو ان خیالات کو بھلا دے راحت بخش ہوتی ہے۔

خوشی حاصل کرنیکا گُر

حصول خوشی کا گر یہ ہے کہ کسی عمدہ مطلب کے حاصل کرنے کی تمنا میں کچھ کیا جائے۔ اور اس کے پورا ہونے کی امید ہو۔

مشکلات کا حل خوشی بخشتا ہے

مشکلات کے سمندر کو عبور کرنے کے لئے کنارے پر کھڑے کھڑے یہ خیال کرنا کہ ہمارے جسم میں توانائی نہیں خطرات زیادہ ہیں موسم زیادہ تکلیف دہ ہے کوئی کام نہیں دیتا بلکہ اگر عبور کرنا ہے تو توکلت علی اللہ تعالیٰ کہکر ایک دم سے کود پڑتا اور گوہر مقصود حاصل کئے بغیر باز رہنا نہیں چاہیئے۔

انسان واقعی اور اصلی خطرات سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا کہ اپنے قیاسی اور وہمی خطرات سے ڈرتا ہے مثلاً یہی کہ بہت سے عمدہ کام وہ اس سبب سے نہیں کرتا کہ لوگ مجھپر ہنسیں گے۔ لیکن اگر وہ مستقل مزاج آدمی ہے اُسے یہ امید ہوتی ہے کہ میں جب ان تمام مشکلات کو پورا کرلوں گا تو یہی لوگ میری تحسین کریں گے اور یہ خیال اسے ایسی خوشی بخشتا ہے کہ وہ کسی خطرہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

زندگی پیمائش وقت سے نہیں بلکہ افعال سے کرنا چاہیئے

اگر تھوڑے زمانہ میں کسی شخص سے بہت سے اعمال حسنہ صادر ہوں تو اس کی زندگی اس شخص سے بدرجہا بہتر ہے جس نے بہت عمر پائی ہو لیکن ساری زندگی ناکردنی افعال میں گنوائی ہو۔

انسان خود مصائب پیدا کرتا ہے

بے شک دنیا میں رنج و محن بہت ہیں لیکن وہ انسان نے اپنے ہاتھوں مول لئے ہیں۔ وہ دنیا میں خود ایسی مصیبتوں کو ڈھونڈھتا ہے جو راحت و خوشی کا لباس پہنے ہوئے ہوں اور جو مصائب انسان کو سوء تدبیر سے آئیں وہ زیادہ رنج دیتے ہیں۔ بعض چھوٹی چھوٹی ناگوار باتوں کو انسان بہت بڑا خیال کرلیتا ہے اور بغیر مقابلے کے ان سے دب جاتا ہے۔ مصیبت سے زیادہ مصیبت کا خیال انسان کو ڈراتا ہے اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس قدر اندیشہ پہلے ہوتا ہے۔ اس قدر مصیبت سخت نہیں ہوتی۔

خیالی تکلیف

خود انسان کے برے عادات و اطوار اس کو زیادہ تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ مثلاً۔ غصہ۔ بدمزاجی۔ خودغرضی۔ لالچ دل کو پیچ و تاب میں رکھتے ہیں چھوٹی چھوٹی تکلیفیں آکر جمع ہو جاتی ہیں اور انسان اس کو بہت بڑا دیکھتا ہے ان مصائب کی حقیقت اس وقت معلوم ہوتی ہے۔ جب کوئی بڑی مصیبت سامنے آجائے بس اس وقت یہ ساری تکلیف ہیچ معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اور

معلوم ہوتا ہے کہ اصلی مصیبت کسکو کہتے ہیں۔

مشکلات سبق آموز ہیں مصائب انسان کے جوہروں کو جلا دیتی ہیں اور مستعد آدمی میں کام کرنے کی قوت کو بڑھاتی ہیں۔ اگر دنیا میں مشکلات نہوتے تو سعی و کوشش کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ رنج۔ مشکل۔ تکلیف مصیبت نہیں بلکہ قوت انتظام اور پرہیزگاری کے معلم ہیں۔

اسباب تکالیف اول جسمانی تکلیف۔ مثلاً:۔ بیماری۔ تکان بھوک۔ پیاس۔ دوم ایسی تکالیف جو حواس خمسہ سے پیدا ہوں مثلاً بدمزہ چیز کہانے سونگھنے چھونے دیکھنے بُری آواز سننے وغیرہ سے پیدا ہوں۔

سوم سعی میں ناکامی سے بھی انسان کو تکلیف ہوتی ہے چہارم۔ دشمنی۔ پنجم۔ بدنامی یہ خیال کہ لوگ میری میری نیت بُرا خیال رکھتے اور مجھے بُرا سمجھتے ہیں۔ ششم۔ افعال ممنوعہ جب کہ انسان کے دل میں مذہب سا پختہ اعتقاد ہو۔ ہفتم ترحم۔ دوسروں کی مصیبت زدہ حالت دیکھکر دل میں تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ ہشتم حسد جن لوگوں سے انسان کو نفرت ہے ان کی خوشی اور فارغبالی پر جلتا ہے۔ نہم حافظہ جبکہ دردناک واقعہ سامنے آجائے۔ دہم خوف۔ کسی آیندہ مصائب کا خیال بعض اوقات دل کو بہت بیقرار کر دیتا ہے۔

رنج و راحت کے ذرائع تین ذرائع اور بھی ہیں۔ جن سے رنج

وراحت پہنچتا ہے۔ اول خود انسان کی صحت، طاقت، حسن، عادت، عقل، تعلیم۔ دوم۔ انسان کی ملک وجائداد سوم انسان کی وقعت و عزت جو دوسروں کی نظروں میں ہے۔

عورتوں کی عصمت ہے انکی عزت کا باعث عورتوں کی عصمت ان کا اصلی جوہر ہے جن عورتوں نے اپنی وفاداری اور عصمت کھودی انھوں نے اپنی عزت کھودی اور چونکہ آبرو جاکر پھر نہیں آتی وہ خوشی ان کو پھر نہیں حاصل ہوسکتی۔ جو پہلے تھی۔

خوشی کا اثر خوشی انسان کی صحت کو ترقی دیتی ہے کیونکہ افکار اگرچہ خفیف ہوں اور انقباض اگرچہ کم ہو لیکن اگر متواتر رہے۔ اور دل کو برابر ہلکے ہلکے صدمے پہونچتے رہیں۔ تو اس سے جسم کے نازک حصہ کو ایسا صدمہ پہونچتا ہے کہ ایک دن وہ تمام مشین جس کا نام جسم ہے۔ بیکار ہو جاتی ہے۔ پس انسان کا فرض ہے کہ غیر ضروری اور خیالی تکالیف کو کم کرنے کے بارہ میں غور وخوض کرے اور ان سے نجات حاصل کرے تاکہ اپنی زندگی آرام اور اطمینان سے گذار سکے۔ اور یہی ہر انسان کا مقصد حیات ہے۔

باب پنجم

اکتساب محامد اخلاق

ا۔ رویہ

زندگی کی قیمت کام کی عمدگی پر منحصر ہے

ہر شخص کی زندگی کا اندازہ اس کے چال چلن سے ہو سکتا ہے۔ یعنی دنیا میں اس نے جس قدر اچھے کام کئے اسی قدر اسکی زندگی زیادہ قیمتی ہے۔

یہ ممکن نہیں کہ ہر شخص عمدہ مقرر۔ سخن سنج، عالم، صناع بن سکے لیکن ممکن ہے کہ ہر شخص خوش اخلاق، سچا، مہربان۔ پرہیزگار، کم سخن، کفایت شعار، صفائی پسند، منکسر مزاج بردبار، محنتی، آزاد، قانع بن جائے۔ یہ اوصاف ہیں۔ جن کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قدرت نے یہ مادہ انسان میں نہیں رکھا لیکن بہت تھوڑے ہیں جو ان اوصاف کو حاصل کرتے ہیں۔

صرف کسی فن کے اصول جاننا کافی نہیں ہو سکتے

کسی فن کے اصول کا صرف جاننا ہی کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتا جب تک کہ عملی طور پر اسے کام میں نہ لائیں۔ اسی طرح علم اخلاق کے صرف اصول سے آگاہی مفید نہیں ہے جبتک کہ انسان ان پر کاربند نہ ہو۔ اگرچہ بھلا مانس بننے کو جی چاہتا ہے۔ دل میں خوشی رہنے

اور پھلنے پھولنے کی آرزو ہے تو اصول اخلاق کی پیروی کرنی لازم ہے۔ جب یہ ٹھان لی کہ سیدھی راہ سے کبھی نہ پھریں گے۔ اور ضمیر جن امور کی ہدایت کرتا ہے ان سے کبھی منہ نہ موڑیں گے تو رحمت و برکت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

خود انکی نظروں میں اپنا رویہ عمدہ ہونا چاہئے

فقط لوگوں کی نظروں کا خیال رکھنا اور دوسروں کی رائے میں عمدہ ہونا اصلی خوبی نہیں ہے بلکہ نفس الامر میں انسان کا رویہ اچھا ہونا اور خود اس کی اپنی نظریں اپنا کوئی تاریک پہلو نظر نہ آنا اصلی عمدگی ہے۔

اعمال کی عمدگی اصلی ترقی ہے

ترقی دل خوش کن ہوتی ہے لیکن ترقی میں اتنا خیال رہے کہ علم و عمل دونوں ترقی کریں کسی فعل کے متعلق یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ ہمارا دل کیا چاہتا ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمیں کیا کرنا لازم ہے اور یہی بات حقیقی مسرت کی کنجی ہے۔ آوارہ نوجوان اپنے افعال ناجائز کا یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ تقاضائے عمر ہے لیکن رویہ کی خوبی کے امتحان اور عمدہ اصول پر کاربند ہونے کا زمانہ جوانی کی عمر ہے۔ ورنہ جب اقدام معصیت پر قدرت نہ رہے۔ اس وقت اگر انسان نے منہیات سے اجتناب کیا۔ تو فی الحقیقت اس کا وہ فعل ع

دو عصمت بی بی است از بیچارگی۔

سنیکا قول

وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا ہے اگر لوگ اپنے دماغوں

سے بھی ایسا ہی کام لیتے جیسا کہ وہ جسم سے لیتے ہیں۔ اور نیکی حاصل کرنے میں ایسے ہی مشغول ہوتے جیسا کہ لطف و حظ حاصل کرنے کی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔

انسان خود زیادہ خراب ہوتا ہے

انسان نے جتنے شہروں کو برباد کیا جتنے مکانات کی بیخکنی کی اتنی نہ سمندر کے طوفان نے کی نہ زلزلہ کی شدت نے اور جو بربادی خود انسان کے ہاتھ سے ہو وہ زیادہ قابل افسوس ہے۔

ایک اور حکیم کا قول

بہت سے لوگ بہت سا وقت باقی وقت کو مصیبت زدہ کرنے میں گنواتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ برائیاں بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اور تھوڑی دیر کے لئے لطف بخشتی ہیں لیکن ایک گھڑی کے حظ سے عمر بھر کی خوشی پر پانی پھر جاتا ہے دنیا ایک تماشا گاہ ہے جب یہ تماشا ختم ہو جائے گا۔ تو اس کے افعال جانچے جائیں گے۔ اس وقت حکومت و مرتبہ اور خاندان کام نہ آئے گا۔

شریف آدمی

انسان کا شرف اکتساب پر بہت کچھ منحصر ہے یعنے انسان کے رویہ کی درستی پر ہے آج کل لباس اور معاشرت میں فضول خرچی کرنے اور نئے یا انگریزی قاعدوں کا پابند ہونے انگریزی لباس پہننے سگریٹ پینے بے ضرورت عینک لگانے۔ کھانے میں چھری کانٹے کا استعمال کرنے کو اپنی قومی وضع کی ہر ایک چیز پر ناک بھوں چڑانا اور

ایسی ہی عجیب و غریب حرکتیں کرنا معیار شرافت خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن درحقیقت شرافت ظاہری وضع سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ آدمی میں اوصاف حمیدہ کی موجودگی کا نام شرافت ہے۔ اور جس شخص میں جس قدر زیادہ اوصاف حمیدہ ہوں گے وہ اتنا ہی زیادہ جنٹلمین ہوگا۔ راست بازی۔ صداقت پرہیزگاری۔ علم وغیرہ کل اوصاف جو علم اخلاق سکھاتا ہے۔ جنٹلمین میں پائے جاتے ہیں۔

اسکے علاوہ اور بھی چند صفات ہیں جو ایسے شخص میں جو جنٹلمینی کا خطاب حاصل کرنا چاہیے موجود ہونی چاہئیں۔ مثلاً:-

۱۔ اختلاف رائے کی برداشت اور تحمل چونکہ تمام لوگ ایک سانچے کے ڈھلے ہوئے نہیں ہیں۔ خیالات اور طبایع میں اختلاف ہے جب ممالک کا اختلاف بھی ہو تو پھر اختلاف اور بڑھ جاتا ہے انسان کو یہ سوچنا چاہئے کہ آخر ہمیں بھی تو ایسی باتیں جن سے دوسرے لوگ متفق نہیں ضرور ہے کہ دوسرے لوگ اس اختلاف رائے کے سبب سے ہماری معاونت اور میل ملاپ نہ چھوڑیں تو پھر ہم کیوں دوسروں کے اختلاف سے اغماض نہ کریں۔

۲۔ خودداری۔ عزت و آبرو کا خیال ایک شریف آدمی کو یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے اس کی بات میں فرق آئے وہ ہمیشہ راست بازی اور دیانت داری سے کام کرتا ہے۔ اور جو کچھ زبان سے

وہی کرتا ہے نہ اس کے گرد لالچ اور حرص کا گذر ہے اور نہ وہ کبھی عدالت کے خلاف کرتا ہے۔

۳۔ صداقت۔ سچائی ایک شریف آدمی کی زبان کا جوہر ہے۔

۴۔ دولت۔ یا مرتبہ ایک شریف آدمی کے لئے لازم نہیں ہے۔ ایک غریب آدمی بھی جنٹلمین ہو سکتا ہے۔ غریب آدمی جس کا دل غنی ہے۔ اس امیر سے بہتر ہے جس کا دل محتاج اور حریص ہے۔ پست ہمت اور عیش پسند لوگوں کے ہاتھ جب دولت لگ جاتی ہے تو ان کے جذبات نفسانی ان کو ایسی باتوں کی طرف مائل کر دیتے ہیں جو ان کی ذات کے لئے اور دوسروں کے لئے موجب ننگ اور باعث شرم ہوں۔

۵۔ عالی ہمتی

ارسطو نے عالی ہمت آدمی کی جو تعریف لکھی ہے وہ آجکل جنٹلمینوں کو اختیار کرنا چاہئے وہ کہتا ہے کہ عالی ہمت آدمی فارغ البالی اور بدحالی دونوں میں اعتدال سے رہتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ترقی اور تنزل کیا چیز ہے اس لئے نہ وہ خطرات سے بھاگتا اور نہ خواہ مخواہ خطروں میں پڑتا ہے اور بہت کم چیزوں کی اس کو پروا ہوتی ہے۔

خوش رویگی قومی عزت کا سبب ہے

جب قوم کے بہت سے افراد میں مکارم اخلاق کی پابندی کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور عام طور

لوگ کم و بیش عمدہ عمدہ عادات اختیار کر لیتے ہیں۔ تو قومی ترقی اور قومی عزت کا فخر حاصل ہو جاتا ہے اور یہی کل ترقیوں کی بنیاد اور کل ترقیوں سے زیادہ دیرپا ہے۔

قوم کی دیرپا عظمت اور ترقی کے نشانات

جبتک قوم کے اخلاق اور قوم کا مذاق درست نہ ہو اس کو دیرپا عظمت اور بزرگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے سنگین قلعہ اور قلعہ شکن توپیں محلات اور شاہی عمارتیں اور ظاہری نمائش کی باتیں ترقی کے نشانات نہیں ہیں۔ بلکہ قومی ترقی کے نشانات ہیں۔ قوم کا جویائے علم و صداقت ہونا ان میں محنت کی عادت اور وقت کی پابندی کا ہونا قوانین کی اطاعت و وفاداری اور باہم محبت و اخوت وغیرہ اور یہ سب باتیں علم اخلاق سے معلوم ہوتی ہیں۔

خوش رویہ گی دانشمندی سے بہتر ہے

زندگی کے کاروبار اور دنیا کے معاملات میں دانشمندی سے زیادہ خوش رویہ گی کی ضرورت پڑتی ہے اور دماغ سے زیادہ دل کی قوتوں کا اثر انسان کو کامیاب کرتا ہے ذکاوت سے زیادہ خودداری صبر پابندی وقت کام آتے ہیں۔ ایسا ہی ہوتا ہے کہ خوش رویہ آدمی کی شہرت آہستہ ہوتی ہے اس کے سچے اوصاف ہرگز چھپے نہیں رہتے ایک زمانہ اس کا ادب کرتا ہے اور اس کا اعتماد قائم ہو جاتا ہے جس کا وہ مستحق ہے۔

درستی اخلاق کی کوشش کامیابی بخشتی ہے

عمدہ رویہ اور نیک چال چلن بغیر کوشش کے نہیں حاصل ہوتے۔ اور عمدہ رویہ رکھنے

کے لئے ضرور ہے کہ انسان اپنے ہر ایک چھوٹے بڑے فعل کو نظر غور سے دیکھتا رہے اور قواعد و اصول کی پابندی کا ہر لحظہ خیال رکھے اول اول انسان کو بہت خواہشیں ستاتی ہیں۔ ان قیود سے دل گھبراتا ہے اگر دل مضبوط اور عزم مستقل ہے تو ان سب پر فتح حاصل ہوگی صرف یہ کوشش کرنی ہے کہ انسان اپنا رویہ درست اور مکارم اخلاق کا پابند رہے دل کو قوت بخشتا اور نفس ناطقہ کو ترقی دیتا ہے۔

مذہب، اخلاق کا اثر انسان پر احکام مذہب و علم اخلاق انسان کے رویہ پر بہت عمدہ اثر ڈالتے ہیں۔ انسان دیانت و راستبازی کی روشنی میں اپنا راستہ تلاش کرتا ہے اور ثابت قدمی سے اس پر قائم رہتا ہے۔

صداقت کا جوہر ہمیشہ کندن کی طرح چمکتا رہتا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ لالچ یا نمایش کا زنگ اسے کہا جائے۔

بداخلاق آدمی میں ذکاوت کا اثر دیانت و صداقت کے بغیر ذکاوت ایسی ہے جیسے اندھے کے ہاتھ میں تلوار۔ دنیا میں بہت سی خونریزیاں ایمانداری اور صداقت کے نہ ہونے سے واقع ہوئیں۔ جن لوگوں میں زور تھا وہ اپنی عقل کو خلق خدا کے لوٹنے اور دنیا کو غارت کرنے کے کام میں لاتے تھے انہوں نے اپنی قوت سے بجائے تمدن کی حمایت کے اس کو برباد کرنے اور خلق خدا میں ہلچل مچانے کا کام لیا اور ان کی عقل و ذکاوت خود

غیر فانی کاموں کی تکمیل میں صرف ہوئی اور آج بھی تاریخ کے صفحے ان کے نام خوف سے لیتے ہیں۔

ادب نیک رویہ لوگ مودب بھی ہوتے ہیں عورتوں اور مردوں میں ادب کی خصلت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دل پاک اور کسی اعلیٰ خمیر کے بنے ہوتے ہیں پرانی یادگاروں اور بزرگوں کی نشانیوں۔ پاک اور متبرک چیزوں۔ پاکیزہ خیالات نیک ارادوں۔ مقدس بزرگوں کا ادب انسان کی سرشت کی صفائی اور صاف باطنی کی دلیل ہے اور ادب ہی سے خاندانوں اور گھرانوں میں محبت اور معاشرہ میں حسن سلوک قائم رہتا ہے۔ اگر اظہار ادب کوئی چیز نہ ہو تو دنیا سے خوش اعتقادی، اعتبار اور وقعت اور عزت سب چیزیں مٹ جائیں۔

خوش اخلاق آدمی کا طریقہ جس طرح آفتاب اہل جہان کو نور بخشتا ہے۔ اسی طرح نیک رویہ آدمی اپنی سوسائٹی کا آفتاب ہے کہ سب کی سب اس کی ہدایت کی نورانی شعاعوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے وہ کمزور اور بڈھا نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھاپا اسے راحت اور اطمینان بخشتا ہے۔

خوش اخلاقی کی برکتیں انسان کا عمدہ چال چلن اس کے کاروبار سہل کرتا ہے۔ معاشرت اور تمدن کے کاموں میں سہولت آرام، اعتماد، اور اطمینان پیدا کرتا ہے۔

اور لوگ انسان کے چال چلن ہی سے اس کی اندرونی حالت اور دلی نیکی اور قلبی صفائی کا اندازہ کرتے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے لوگوں کے دلوں میں اس کی وقعت ہوتی ہے انسان کے چال چلن سے اس کا مذاق اور اس کی سوسائٹی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ صفائی قلب اور نیک رویہ گی کے بغیر ظاہری طمطراق اور تہذیب ریاکاری اور دام تزویر ہے۔

قوم کی اصلی حالت عام لوگوں سے معلوم ہوتی ہے

بڑے بڑے فلسفیوں، شاعروں، ادیبوں، مقننوں کو دیکھنے سے کسی قوم کی اصلی کیفیت اور قوم کا اصلی رویہ نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ اس کے ادنیٰ سوداگروں، دستکار مزدور، پیشہ وروں، اور ہر طبقہ کے لوگوں کے رویہ سے اس قوم کی اصلی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

امرا کا طبقہ قوم کی خوش حالی کی اتنی دلیل نہیں ہے جتنا غربا کا وہ طبقہ ہے جو اپنی روزانہ معیشت اپنی قوت بازو سے پیدا کرتا ہے۔ اور یہی لوگ قوم کی طاقت اور قوت ہیں۔ اور ان کی خراب حالت اور کمزوری ملک کی کمزوری ہے قوم کے اکثر افراد میں خواہ امیر ہوں یا غریب بدرویہ گی کا پایا جانا اس کے برباد ہونے اور تنزل کی دلیل ہے۔ جو اوصاف فرداً فرداً ایک شخص کو معزز بناتے ہیں۔ وہی جب قوم کے اکثر افراد میں

پائے جاتے ہیں جو اس کو معزز و محترم کر دیتے ہیں۔ جبتک افراد۔ عالی حوصلہ۔ بلند ہمت، دیانتدار، امتیاز، نیک کردار جری، بہادر نہوں دنیا کی دوسری قومیں ان کو عزت و حرمت کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ جو قوم رات دن عیش و عشرت میں بسر کرے اور شراب غفلت میں مست رہے وہ بربادی کے کنارے آلگی ہے اصول اخلاق کی تعلیم جس قدر عام ہوگی اور لوگوں کے دل جس قدر نیک کاموں کی طرف راغب ہوں گے اسی قدر ان میں امن قائم رہے گا اور وہ ترقی کریں گے ورنہ قوانین ان کی خرابیوں کا انسداد اور جرائم کا استیصال نہیں کر سکتے۔

قومی تنزل کے آثار دنیا میں اقوام کی قوت، تہذیب، شائستگی علم و فن کی ترقی اخلاقی حالت کی درستی پر منحصر ہے ایک عالیشان مکان سیلاب کے پوشیدہ اثر سے ایک دم گر پڑتا ہے یہی حال بداعمالی کا ہے۔ جس کا نتیجہ جلد ہی یا دیر میں ملکر رہتا ہے۔ جب کسی قوم میں زوال آتا ہے تو اس کے اخلاق خراب ہونے شروع ہوتے ہیں باقی جاہ و مراتب اور مال و دولت اور ظاہری سامان سب کچھ ویسا ہی برقرار رہتا ہے جیسا پہلے اخلاق کا ضعف انسان کی طاقت کو رفتہ رفتہ گھٹا کر بالکل کمزور کر دیتا ہے پھر دوسری قومیں اس پر قابو حاصل کر لیتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی ترقی کے سارے آثار مٹ جاتے ہیں۔

بداخلاق آدمی کی عقل فساد اندیش

ذہانت و ذکاوت فہم و ادراک چستی و چالاکی بد اخلاق آدمیوں میں بھی ہوتی ہے لیکن وہ ان آلوں سے خرابی و فتنہ پھیلاتے ہیں۔ جیسے قزاق کے ہاتھ میں تلوار اور ان کے نیچے عمدہ گھوڑا ہو کہ خوب لوٹے اور بھاگ جائے ایسی شہسواری سے سوائے بربادی کے اور کیا ہوگا اسی طرح عقل فساد اندیش بے عقلی سے زیادہ مضر ہے۔ صرف علم اخلاق ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو راہ مستقیم پر قائم رکھتا اور فرائض منصبی ادا کرنا سکھاتا ہے۔

۲- امراض نفسانی

امراض نفسانی کی شناخت میں دشواریاں

اگر انسان کے کسی عضو میں تکلیف ہو تو ساری جان بے کل ہو جاتی ہے لیکن قلب کی بیماریاں اگرچہ جسمانی بیماریوں سے زیادہ تکلیف دہ ہیں لیکن بہت کم لوگ اس کے علاج کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کو امراض نفسانی کی خبر نہیں ہوتی اور انسان کی نظر اپنے عیوب کی شناخت اور امراض کی تشخیص میں بہت غلطی کرتی ہے وہ امراض کو صحت اور عیوب کو ہنر جانتا ہے۔ اور بجائے ان کے مٹانے کے ان کی نگہداشت کرتا اور فخر کرتا ہے۔ مثلاً کھانے کے متعلق کہتا ہے کہ میں تو دو آدمیوں کا حصہ چٹ کر جاتا ہوں

یا مجھے غصہ کی برداشت نہیں وغیرہ۔

امراض نفسانی کے شناخت کے طریقے

عیوب سے واقفیت حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں۔

۱۔ استاد سے اپنا حال دریافت کرنا۔

۲۔ دوست صادق سے اپنا حال دریافت کرنا اور اس کو اجازت دینی کہ غلطی پر تنبیہ کرے۔

۳۔ دشمنوں کی عیب جوئی پر غور کرنا۔ اور جو عیب اپنے نفس میں فی الحقیقت پائے جائیں ان کی اصلاح کرنا۔

۴۔ جو بات دوسروں کی ناپسند ہو۔ اس کو خود بھی ترک کرنا۔

علم اخلاق کا مطالعہ کیوں ضرور ہوا

علاج کی حقیقت اور حسن خلق کی ماہیت علم اخلاق سے معلوم ہوتی ہے اس لئے علم اخلاق کا مطالعہ کرنا فرض ہے۔ امراض جسمانی سے بدنی تکالیف ہوتی ہیں۔ اور انسان کا جسم ناکارہ ہوجاتا ہے۔ لیکن روحانی بیماریاں قلب کو بیکار کر دیتی ہیں۔ اور اس طرح کھا جاتی ہیں۔ جیسے لوہے کو زنگ یا لکڑی کو گھن

امراض جسمانی کی حالت امراض نفسانی کے مشابہ ہے

بعض اشخاص صحت کے لحاظ سے بہت صحیح بعض علیل اور بعضوں کے امراض قابل علاج ہوتے ہیں اسی طرح امراض نفسانی ہیں بعض مشکل اور بعض طبیعت میں ایسے راسخ ہوجاتے ہیں کہ ان کا مٹنا محال ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ دشواری اس سبب

پڑتی ہے خود مریض اپنے تئیں مریض نہیں سمجھتا اور وہ علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ واقعی اخلاق ذمیمہ اسے تباہ کر رہے ہیں۔ اور وہ ان کے استیصال کی طرف متوجہ ہو تو کوئی مرض نا قابل علاج اور کوئی اخلاق ناقابل تغیر نہیں۔

مریضوں کی مختلف حالتیں تغیر اخلاق کے لحاظ سے انسان کی چار حالتیں ہیں۔

۱۔ جاہل محض یعنی اچھے برے کی تمیز نہونے کی وجہ سے وہ اخلاق ذمیمہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

۲۔ جاہل و گمراہ یعنی وہ شخص جو عمل بد کو جانتا ہے مگر عمل صالح کا عادی نہ ہو۔ اور اسے وہ عمل ہی اچھا معلوم ہوتا ہو۔

۳۔ جاہل و گمراہ و فاسق یعنی وہ شخص جو اعمال بد کو اچھا جانے اور ان کا اعتقاداً مرتکب ہوتا ہو۔

۴۔ جاہل گمراہ فاسق شریر یعنی وہ شخص جو شریر اعتقاد رکھنے کے علاوہ اس پر فخر بھی کرتا ہو اور اسے فضیلت جانتا ہو۔

ان میں سے پہلے شخص کا علاج بہت آسان ہے اس کو تعلیم و تادیب کی ضرورت ہے۔ دوسرے شخص کا علاج کسی قدر مشکل ہے۔ کیونکہ برے کاموں کے چھوڑنے اور نیک کاموں کی عادت ڈالنی پڑتی ہے۔

تیسرے اور چوتھے شخص کا علاج محال ہے کیونکہ اس کو

یہ یقین دلانا کہ جو افعال و اعمال وہ کرتا ہے وہ مذموم و قبیح ہیں بہت مشکل کام ہے۔ ہاں اگر وہ اپنے اعمال کو بُرا سمجھنے لگے تو پہلے اور دوسرے درجہ میں آجائیگا۔ اور اس صورت میں علاج ممکن ہوگا اور صحت نفس حاصل ہوگی۔

صحت نفس کی تعریف اور اس کا حصول

صحت نفس کی تعریف یہ ہے کہ اعتدال قوت ہو۔ اور کمال حکمت حاصل ہو۔ نیز قوت غضب و شہوت عقل کی مطیع ہیں یہ کیفیت دو وجہ سے حاصل ہوتی ہے فطرتاً کسی شخص کا مزاج نیک اور صالح واقع ہوا ہو۔

۲۔ یہ کہ مجاہدہ اور ریاضت سے نیک اخلاق کی اتنی عادت ڈالے کہ بے تکلف وہ افعال اس سے صادر ہونے لگیں اور اس میں لذت آنے لگے جب کہ ایک چور کو چوری کی چاٹ کبوتر باز کو دن بھر کی دہوپ مزے کی معلوم ہوتی ہو تو اعمال حسنہ جو روح انسانی کی خاصیت کے موافق ہیں۔ کیون نہ لذیذ معلوم ہوں گے۔

صحت و علالت کی حالت

اگر افعال نیک شرعاً و عقلاً جائز ہوں گے تو اس خلق کا نام "حسن خلق" ہوگا۔ اور یہ صحت کی حالت ہے۔ اور اگر برے افعال صادر ہوں تو "خلق بد" اور یہ حالت مرض ہے۔

حسن و خلق کے ارکان چار ہیں

قوت علم۔ قوت غضب۔ قوت شہوت قوت عدل۔

قوت علم کے سبب سے انسان اقوال میں کذب و صدق اور اعتقادات میں حق و باطل اور اعمال میں اچھا بُرا جانتا ہے۔ اور قوت عدل ان تینوں قوتوں کو اعتدال پر رکھنے کی طاقت ہے جس طرح اعضا کے نقص سے کسی شخص کو خوبصورت نہیں کہہ سکتے اسی طرح اگر نفس میں ایک خوبی اور ایک برائی ہو تو وہ کامل نہ خیال کیا جائے گا۔ بلکہ نفس کا حسن اور صحت یہ ہے کہ قوت غضب و شہوت عقل کی مطیع رہیں اور کمال عدالت حاصل ہو۔

مرض کی تشخیص کی ایک اور ترکیب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی حالت پر غور کرے کہ کس حالت میں اسے کیفیت و لذت حاصل ہوتی ہے اور جو فعل زیادہ سہل اور شیریں معلوم ہوتا ہے اسی کا غلبہ سمجھنا چاہیئے مثلاً اگر کام نہ کرنا اور خالی بیٹھے باتیں بنانا اچھا معلوم ہوتا ہے تو کاہلی کا غلبہ سمجھنا چاہیئے اگر فضول روپیہ لٹانا اور غیر مستحقین کو بے دھڑک دے دینا گوارا معلوم ہوتا ہے تو فضول خرچی کا غلبہ ہے۔ اسی طرح ہر ایک خلق پر غور کرنا اور اس کی ضد سے اس کا علاج کرنا۔ لازم ہے یہاں تک کہ نیک کاموں کی عادت ہو جائے

۳۔ تہذیب قوائے نفسانی

اعضائے ظاہری باطنی کے کام جسم انسانی میں جتنے اعضا ہیں وہ

کسی نہ کسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان میں بعض رئیس ہیں اور بعض خادموں کی طرح کام بجا لاتے ہیں۔ اور اعضائے باطنی یعنی دل و دماغ، جگر ایسی تحریک پیدا کرتے ہیں۔ کہ انسان کسی فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اعضائے ظاہری یعنے ہاتھ۔ پاؤں، آنکھیں۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ اعضائے باطنی کی تعمیل کرتے ہیں۔

اعضای ظاہری کے کام

اعضائے ظاہری کے کام جدا جدا ہیں مثلاً ہاتھ کام کرتے ہیں۔ پاؤں چلتے ہیں۔ آنکھیں دیکھتی ہیں۔ کان سنتے ہیں۔ ناک سونگھتی ہے۔

اعضا باطنی کے کام

دفع مضرت وجلب منفعت کی تحریک دل سے پیدا ہوتی ہے اور ہاتھ پاؤں اسکو انجام دیتے ہیں۔ عمدہ عمدہ کھانے فاخرہ لباس پہننے سیر و تماشہ دیکھنے اور لذات وحظ حاصل کرنے کی تحریک جگر سے پیدا ہوتی ہے۔ دماغ کا کام ان دونوں اعضا سے جدا اور زیادہ شریف ہے۔ وہ ان دونوں کے احکامات کو جانچتا اور تمیز کرتا اور غور کرتا اور نتائج نکالتا ہے۔ دماغ کی اس قوت کا نام قوت اوراک ہے اور دل و جگر کی خواہشات کا نام جو جلب منفعت اور دفع مضرت کی غرض سے ہوں قوت تحریک ہے۔

حواس ظاہری حواس باطنی

باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ لامسہ حواس ظاہری کہلاتے ہیں۔ حس مشترک۔ خیال۔ فکر وہم۔ حافظہ حواس باطنی کہلاتے ہیں۔

عقل | حواس ظاہر اور حواس باطن کے ذریعہ سے ادراک
جو حکم نتیجتاً قائم کرے وہ عقل ہے۔ انسان کے تمام قوی پر
عقل کے احکام کی پابندی فرض ہے۔ اور تمام قوائے
بدنی عقل کے ماتحت اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔
انسان کا انتظام درست رہتا ہے اور وہ انسانیت
کے رتبہ سے گرنے نہیں پاتا۔

انسان وحیوان میں فرق عقل سے ہے | تمام تحریکیں حیوانات میں بھی پائی جاتی
ہیں۔ لیکن وہ اپنی تحریکوں پر اتنا قابو نہیں
رکھتے کہ انھیں روک سکیں انسان وحیوانات میں فرق پیدا
کرنے والی قوت عقل ہے اور عقل ہی کے راستہ پر چلنا
انسان کا رتبہ بڑھاتا۔ اور اس کو مدارج کمال تک پہنچاتا
ہے۔ اس قوت کو جو انسان وحیوان میں فرق پیدا کرتی
ہے۔ قوت نطق کہتے ہیں۔ اور اسی کا نام نفس ملکی
اور نفس مطمئنہ ہے۔ یہ قوت امور نظری میں فکر کرتی
اور اشیاء میں تمیز کرتی ہے۔ باقی دو قوتیں یعنی قوت
غضبی اور شہوی بہائم اور انسان میں مشترک ہیں۔

قوت غضبی سے | انسان ہولناک اور خوفناک کام کرتا ہے
دلیری اور جسارت کرتا ہے۔

قوت شہوی سے | طلب غذا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور
لذائذ دنیا سے متمتع ہونے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہ دونوں
قوتیں بقاء جسم اور بقاء نوع کے واسطے عطا ہوتی ہیں۔

ان تینوں قوتوں کو باعتدال کام میں لانا تمام اخلاق کی بنیاد ہے۔

اعتدال قوائے ثلاثہ کے نتائج | قوت ناطقہ اعتدال پر ہو تو علم حاصل ہوتا ہے۔ اور مسائل علم پر کاربند ہونے سے "حکمت" حاصل ہوتی ہے۔ قوت غضبی کے اعتدال سے شجاعت حاصل ہوتی ہے۔ اور قوت شہوی کے اعتدال سے عفت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ سخاوت۔

عدالت | جو انسانی فضائل کی اصل اور جڑ ہے۔ یہ ان تینوں قوتوں کی حفاظت اور ان فضیلتوں کے امتزاج و اعتدال سے ایک خاص حالت و کیفیت پیدا ہوتی ہے اس فضیلت کو عدالت کہتے ہیں۔

حکمت کے پھل | ان فضائل کے انواع بلا لحاظ عیوب شعری و صحت الفاظ نظم کئے جاتے ہیں۔ تاکہ یاد کرنے میں سہولت ہو

اشعار۔

فضیلت عفت باشد تحت حکمت صفائے ذہن پس حسن تعقل
سہولت در تعلم ہم تحفظ تذکر سرعت فہم ذکا قل

ذکا۔ مقدمات سے بسہولت نتیجہ نکالنے اور قضیوں کو جلدی سے سمجھکر فوراً مطلب سمجھ جانے کے ملکہ کو ذکا کہتے ہیں۔

سرعت فہم۔ ملزومات کو دیکھکر بلا وقت لوازم کا پتہ لگانا۔

صفائی ذہن۔ نفس کو بلا اضطراب و تشویش مطلوب کے استخراج کا ملکہ حاصل ہو جائے۔
حسن تعلیم۔ نفس جو کچھ حاصل کرتا ہے اس کی طرف توجہ کرنے کا اتنا ملکہ ہو کہ اکتساب میں پریشانی خاطر لاحق نہ ہو۔
حسن تعقل۔ ہر امر میں بحث کرنے اور حقیقت کے انکشاف میں ایسی حد کا خیال رکھے نہ تو ضروری باتیں ترک ہو جائیں نہ زاید و غیر ضروری داخل ہوں۔
تحفظ۔ جو صورتیں کہ عقل یا وہم نے فکر یا خیال کے ذریعہ سے حاصل کی ہیں۔ وہ منضبط رہیں۔
تذکر۔ جو صورتیں حافظہ میں محفوظ ہیں جب چاہے ان کو ظاہر کر سکے۔

شجاعت کے پھل

شمار تحت شجاعت زیادہ کم نیست	حمیت است و تواضع بنا بر شہرت
علو ہمت و کسر نفس شہامت و علم	سکون و تحمل و نجدت ثبات ہم قیت

حمیت۔ حفاظت و حرمت دین کو ضروری سمجھنا۔
تواضع۔ اپنے کم سے اپنے آپ کو بہتر نہ سمجھنا۔
علو ہمت۔ نفس کمال نفسانی کی طلب میں منافع جسمانی کا اعتبار نہ کرے اس طرح کہ جان کی بھی پروانہ کرے۔
کبر نفس بزرگی یا خواری سے باک نہ رکھے مدح و ذم فقر و غنی سے متاثر نہ ہو۔ یہ ملکہ شریف ہے۔
شہامت۔ نفس میں بڑے بڑے کام کرنے کی حرص

اور خواہش اس لئے پیدا ہو کہ نیک نامی حاصل ہو یا بہت سا ثواب ملے۔

حلم۔ غصہ و غضب کی کیفیت کو ضبط کرنے کا نا رہے سکون۔ معاملات و منازعات میں ثابت قدمی کو کہتے ہیں جو دین کی حرمت یا قوم و ملک کی عزت قائم رکھنے کے لئے پیش آئیں تا کہ خفت نہ اٹھانی پڑے۔

تحمل۔ جسمانی تکالیف اٹھانا اور راحتوں کی پروا نہ کرنا تا کہ کوئی علم یا فضیلت حاصل ہو۔

نجدت۔ امور ہولناک پر وثوق نفس اور ثبات حاصل رہے۔ اور پریشانی کے وقت چھکے نہ چھوٹ جائیں۔

ثبات۔ نفس کو آلام اور شدائد میں مقابلہ کی قوت حاصل رہے۔

رقت۔ ابنائے جنس کی تکلیف کے مشاہدہ سے متاثر ہونا

عفت کے پھل | تحت عفت دوازدہ باشد + ورع و رفق و دعت و وقار و حیا۔ انتظام و مسالمت و سخا + حریت صبر و قنع و حسن و ہدے

ورع۔ نفس کا اعمال نیک پر کار بند رہنا۔

رفق۔ ایسے کاموں کا کرنا جو واجب تو نہ ہوں لیکن انکار کرنا کسی پر احسان کرنا ہو اور نفس میں یہ قوت پیدا ہو کہ ایسے کاموں میں مانع نہ آئے۔ حسن ہدی۔ کمال حاصل کرنے کی حقیقی خواہش اور سچی رغبت کا نام ہے۔

مسالمت۔ اختلاف رائے اور باہمی تنازع کے وقت

برداشت کرنا یا صلح رکھنا۔

وعت۔ شہوت کے وقت نفس کا ساکن رہنا اور بے اختیار نہ ہونا۔

صبر۔ خواہش نفس امارہ کا مقابلہ کیا جائے تاکہ نفس قبیح لذتوں میں نہ پڑ جائے۔

صبر کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ مطلوب پر صبر کرنا ۲۔ مکروہات پر صبر کرنا۔

قناعت۔ حاجتوں کے دائرے کو محدود رکھنا اور جس قدر بآسانی اور جائز طور سے مل سکے اس پر اکتفا کرنا نہ بخیال حرص جمع مال اور تمام زمانہ کی نادرات جمع کرے۔

وقار۔ حساب زدگی اور عجلت سے پرہیز کرنا۔

انتظام۔ نفس کو کاموں کے کرنے کا ملکہ ہو جائے اور حسب مصلحت ان کی ترتیب کا خیال رکھنا۔

حریت۔ انسان جائز پیشوں سے مال حاصل کرے اور ناجائز ذرائع اختیار نہ کرے۔

سخا۔ انسان کو مال یا چیز دینا گران نہ گزرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ بقدر ضرورت مستحق شخص کو دیا جائے۔

حیا۔ جب امر قبیح پر مطلع ہو جائے۔ تو نفس اس سے پرہیز کرے۔ تاکہ مستحق مذلت نہ ہو۔

عدالت کے پھل

ہست اثنا عشر اجناس بزیر لصفت		صلۂ رحم و توکل شفقت حسن ہدیٰ

حسن شرکت وعبادت وصدق   الفت وتسلیم ومکافات توددووفا

صلۂ رحم۔ اپنے اقربا کو اپنی ثروت میں شریک کرنا۔

قرابت کے اقسام | قرابت ظاہری۔ مثلاً ماں باپ بھائی وغیرہ۔
قرابت باطنی یعنی تناسب روحانی جیسے استاد پیر احباب
ان کے ساتھ صلۂ رحم کرنا باعث خوشنودی خدا ہے۔

توکل۔ ایسے کاموں میں جو انسان کی قدرت اور تدبیر سے باہر ہوں۔ یا جن میں انسان کو مداخلت نہ ہو خدا پر بھروسہ کرنا اور فضول خیالات سے دماغ نہ پکانا اور یہ سمجھ لینا کہ گو اسباب وتدبیر سے کام لینا ہمارا کام ہے۔ لیکن اس تدبیر کے مطابق نتیجہ پیدا کرنا قادر مطلق کے اختیار میں ہے۔ توکل کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ انسان اسباب مہیا نہ کرے یا تدبیر نہ کرے۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ ان اسباب سے حسب دلخواہ نتیجہ نکلنا خدا کے اختیار میں جانے۔ یا جن امور میں اسباب وتدبیر کام نہ دیتے ہوں ان کو بالکل مرضی الہی پر چھوڑ دے۔ انسان کا کوئی کام نہ کرنا اور عمدہ نتیجہ کا متوقع ہونا ایسا ہے۔ جیسا کوئی بے وقت زراعت نہ کرے۔ اور پیداوار کی امید رکھے۔

شفقت۔ کسی کو مصیبت میں دیکھکر متاثر و متالم ہونا اور اس کی مدد کرنے۔ اور مصیبت کے گھٹانے پر کمر باندھنا۔

حسن قضا۔ آدمیوں کے حقوق ادا کرتے اور اپنے آپ کو ندمت اور ملامت ومنت سے دور رکھے۔

حسن شرکت۔ معاملات اس طرح کرے کہ داد وستد

وغیرہ میں دوسرے شرکار کی حق تلفی یا ان کی ناراضی کا باعث نہ

عبادت = خداوند تعالیٰ کی تعظیم و تمجید کرنا اور احکام شرع کی پابندی کرنا اس کے لئے تقویٰ اختیار کرنا اور معاصی سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

صداقت۔ دوستی صادق سے مراد یہ ہے کہ دوستوں میں سے دوئی اٹھ جائے اور رابطۂ اتحاد اسقدر مستحکم ہوجائے کہ انسان جو کچھ اپنے واسطے چاہے وہی دوسرے کے لئے چاہے اور جو چیز اپنے لئے پسند نہ ہو وہ سب کے لئے ناپسند کرے۔

الفت = یہ تمام لوگ باہمی معاونت پر متفق ہوں اور معاملات کی نسبت ان کی رائے واعتقاد میں اتفاق ہو۔

تسلیم = احکام خدا و قواعد شرع ماننا اور یہ ماننا بہ جبرو اکراہ نہو۔ بلکہ برضا و خوشی اور بحسن قبول ہوتا چاہیئے۔

مکافات = یہ ہے کہ اگر کسی سے نفع پہونچے تو اتنا یا اس سے زیادہ نفع اسے پہنچائے اور اگر ضرر یا نقصان پہنچے تو اس سے کم نقصان یا ضرر دوسرے کو پہنچائے۔

تودد۔ نرم باتوں اور انعام واکرام سے ہمسروں اور فاضلوں کے ساتھ پیش آئے اور ایسی باتیں کرے کہ ان کی محبت کرنیکا باعث ہوں۔

وفا۔ جو عہد یا وعدہ کرے اس کو نبھائے اور اپنے قول سے نہ پھرے۔ اور دوسروں کی جو معاونت یا غمخواری کرنی اختیار کرے اس کو نہ چھوڑے۔

سعادت تامہ | بعض لوگوں میں کوئی نیک عادت ہوتی ہے لیکن باقی فضیلتیں نہیں ہوتیں یا بعضوں سے کوئی فضیلت کسی موقع پر ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن ویسی ہی دوسرے موقعوں پر اس کا ظہور نہیں ہوتا ان لوگوں سے جس قدر نیکی کا ظہور ہو اسی قدر یہ نیک اور بھلے آدمی خیال کئے جاتے ہیں لیکن ان کو سعادت تامہ حاصل نہیں اور چونکہ حکمت کی عادتیں طبیعت میں راسخ نہیں ہوتیں۔ ان کے خصائل میں زوال آنا ممکن ہے۔ جن لوگوں کو یہ سعادت نصیب ہو کہ مسائل حکمت ان کی طبیعت میں ثابت وقائم ہو جائیں اور وہ ان فضائل کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں اور زمانہ کے مصائب سے ان کے اخلاق میں تغیر نہیں ہوتا اور خوش حالی سے متاثر نہیں ہوتے اور ان کی ثابت قدمی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بلکہ تحمل وسکون صبر و رضا توکل و تسلیم کا ان کی طبیعت میں ملکہ ہو گیا ہے وہ ان کے پائے استقلال کو ذرا ڈگمگانے نہیں دیتا اسی کو سعادت کہتے ہیں۔ یہ سعادت اس میں شک نہیں کہ بہت محنت اور نفس کشی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس لذتیں ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ اور انسان کو کمال تک پہنچاتی ہیں اور انسان اس رنج و فکر، اضطراب وتشویش سے جو اسباب ظاہر کے تغیر یا لذات فانی کے حاصل نہ ہونے سے پیدا ہو محفوظ ہو جاتا ہے۔

سعید اور ریاکار | قوائے ناطقہ کی تکمیل حکمت، شجاعت، عفت، عدالت پر کاربند ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جس شخص میں یہ صفات کامل ہوں وہ سعید کہلاتا ہے۔ لیکن بعض خام طبع اشخاص اصول حکمت پ

کاربند نہیں ہوتے لیکن اپنے تئیں بڑا حکیم ظاہر کرتے اور ظاہر بینیوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جو لوگ علم اخلاق سے واقف نہیں۔ وہ ان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ مثلاً کسی شخص کو حکمت حاصل نہ ہو لیکن مسائل علوم کو طوطے کی طرح حفظ کرے اور لوگ اس کے دھوکہ میں آکر اس کو بڑا دانا سمجھیں ایسے شخص کی مثال جانوروں کی سی ہے۔ یا بعض لوگ عفت کا دعویٰ کرتے مگر عفیف نہیں ہوتے جیسے مردم فریب زاہد جنہوں نے زہد کو دام تزویر بنا رکھا ہے تاکہ مزے مزے کی دعوتیں کھائیں یا اغراض فاسدہ حاصل کریں تو یہ لوگ عفیف نہیں ہیں۔ اسی طرح سخاوت کا عمل ایسے شخص سے ظاہر ہو جو سخی نہ ہو مثلاً خوش خوری یا خوش پوشی یا تعمیر مکان یا فسق و فجور میں روپیہ برباد کرے یا اس لئے روپیہ خرچ کرے کہ کوئی بڑا رتبہ سرکار سے مل جائے یہ سخاوت نہیں تجارت ہے۔ اسی طرح فعل شجاعت ایسے لوگوں سے صادر ہوتا ہے۔ جو اصل میں شجاع نہیں ہوتے۔ مثلاً کوئی شخص جنگ میں اس سبب سے شریک ہو کہ مال غنیمت ہاتھ لگے یا عہدہ میں ترقی ہوگی۔ یا جو کسی رنج یا تکلیف یا ناامیدی کے سبب خودکشی کر لیتے ہیں۔ یہ سب سے زیادہ نامرد اور بزدل ہیں۔ کیونکہ بہادر ہر حال میں صابر اور تکالیف میں متحمل ہوتا ہے وہ کسی نقصان سے جس کا تدارک ممکن ہو اندوہگین نہیں ہوتا۔ اس کو غصہ اور انتقام بھی غیر واجب نہیں ہوتا۔

اسی طرح ایسے اشخاص جو عادل نہیں ہیں اور عدالت

کی نقل کرتے ہیں ان کا مطلب محض ریاکاری ہوتا ہے تاکہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں۔ دراصل عادل وہ شخص ہے جو اپنی قوتوں کو برابر رکھے تاکہ تمام افعال جو اس سے صادر ہوں مقتضائے عقل ہوں اور حد اعتدال سے باہر نہ ہوں اور اسی طرح اس کے معاملات بھی لوگوں کے ساتھ صحیح ہوں۔

فضیلت و رذیلت | ہر فعل کا اپنی حد پر قائم رہنا فضیلت ہے اور اپنی حد سے متجاوز ہونا خواہ افراط میں ہو خواہ تفریط میں حد فضیلت سے باہر ہے۔ صراط مستقیم پر چلنے کا نام فضیلت ہے اور جہاں اس میں ذرا کمی زیادتی ہوئی اسیقدر سیدھے راستے سے انحراف ہوگا۔ یہ انحراف جس قدر بڑھتا جائیگا اسی قدر رذالت بڑھتی جائے گی۔

رذایل وسطِ حقیقی سے انحراف دو جانب ہو سکتا ہے افراط کی جانب یا تفریط کی جانب اسی طرح ہر فضیلت کے مقابل دو رذیلتیں پیدا ہوئیں بنظر سہولت ہر فضیلت کے رذایل نظم میں بیان کئے جاتے ہیں۔ اشعار

سفہ افراط حکمت است فتا	بلہ تفریط آں بداں دانا
واں تہور شجاعت از فزود	گر بجا هید جبن روے نمود
شرہ افراط عفت است اے یار	پس تو تفریط آن خمود شمار
ظلم را فرط عدالت میدارند	نام تفریط انظلام می آرند

افراط حکمت | سفہ ہے یعنی قوت فکر کا ایسی جگہ استعمال کرنا جہاں واجب نہیں یا قدر واجب سے زاید فکر کرنا۔

تفریط حکمت بلہ ہے یعنی جان بوجھکر قوت فکر کو چھوڑ دینا یا جسقدر

واجب ہے اس سے کمی کرنا۔

افراط شجاعت تہور ہے یعنی جان جوکھوں میں ڈالنا یا عقل کے خلاف خطرہ میں پڑھنا۔

تفریط شجاعت جبن ہے یعنی جائز مقدار سے زیادہ افعال شہوانی کی طرف مائل ہونا۔

افراط عفت شرہ ہے یعنی جائز مقدار سے زیادہ افعال شہوانی کی طرف مائل ہونا

تفریط عفت خمود ہے یعنے ضروری لذات حاصل کرنیکی طرف طبیعت مائل نہ ہونا

افراط عدالت ظلم ہے یعنے لوگوں کے حقوق واموال میں تصرف کرنا

تفریط عدالت انظلام ظالم کو اپنے اوپر قدرت دیدینا اور ان کے خواہشات کی تابعداری بطریق مذلت کرنا۔ جس طرح عدالت جامع کمالات ہے۔ اسی طرح ظلم جامع نقائص ہے۔

تہذیب اخلاق کی ترتیب اول قوت شہوی کی تہذیب کی جائے تاکہ ملکہ عفت حاصل ہو اس کے بعد قوت غضبی کی تاکہ شجاعت پیدا ہو۔

موجودات عالم میں ہر شئے کا کمال پھول کا کمال یہ ہے کہ خوشرنگ اور خوشبودار ہو پھل کا کمال یہ ہے کہ خوش ذائقہ اور رسیلا ہو۔ تلوار کا کمال یہ ہے کہ خوب تیز ہو گھوڑے کا کمال یہ ہے کہ نہایت چست وچالاک ہو تلوار میں اگر روانی نہو تو تیشہ ہے۔ گھوڑے میں اگر تیزی نہ ہو تو وہ گدہا ہے یہی حال انسان کا ہے کہ اگر آدمیت نہ ہو تو نرا حیوان ہے۔ آدمیت قوت نطق کا نام ہے یعنی وہ قوت کہ معقولات کا ادراک کرسکے اور اتنی تمیز ہو کہ جمیل وقبیح محمود

و مذموم کو پہچان سکے۔

لذت کی ماہیت کھانا پینا وغیرہ فی نفسہٖ لذیذ نہیں ہیں بلکہ بمنزلہ دوا ہیں اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی مرض میں مبتلا ہو اور پھر دوا کھاکر اچھے ہونے کی تدبیر کرے تو وہ عقلمند نہیں۔ اس طرح بھوک پیاس شہوت کو ہیجان میں لانا اور پھر تسکین دینا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ انسان میں جو خصوصیت اس کو بہائم سے ممتاز کرتی ہے وہ قوت علمی اور عملی کا کمال ہے یعنی یہ کہ علم حاصل کرے۔ اور موجودات کی حقیقت اور مراتب کو جانے اور اپنے افعال اور قوا میں ایسا انتظام رکھے کہ ان میں موافقت اور مطابقت قائم رہے اور یہی وہ سعادت ہے جس کا نام انسانیت ہے۔

باب ششم

نفس ناطقہ کی تہذیب

۱۔ فرض

انسان کے تعلقات انسان دنیا میں مطلق العنان نہیں پیدا کیا گیا ہے بلکہ طرح طرح کی بندشوں میں جکڑا ہوا ہے جس طرح یہ تعلقات مختلف ہیں۔ اسی طرح ان کے برتاؤ میں بھی اختلاف ہے اور ہر ایک کے واسطے ایک خاص لحاظ کی ضرورت ہے اگر یہ لحاظ برقرار نہ رکھا جائے تو قاعدہ عدالت منحرف ہو جائے گا اور دنیا میں بے انتہا

پریشانی، اضطراب پھیل جائے گا۔ انسان کا دل تو بہت چاہتا ہے۔ کہ بندشیں جسقدر کم ہوں بہتر اور نہ ہوں تو بہت ہی بہتر ہے مگر قدرت نے اسے فرائض کی بندشوں میں جکڑ دیا ہے۔ اور بہبودی اور ترقی کا مدار فرائض اور باہمی تعلقات کو باحسن الوجوہ انجام دینے پر مبنی رکھا ہے۔

تشریح تعلقات دنیا میں انسان کے مختلف تعلقات ہیں اور ان کی انجام دہی پر ہی انسان کی تمام بہبودی کا مدار ہے۔

سب سے اول تو خدائے برتر پر ایمان لانا۔ اس کے احکامات کا ادا کرنا فرض ہے۔ جو دنیوی اور اخروی بہبودی کا سرچشمہ تمام حسن اخلاق، اور حسن تمدن، حسن معاشرت اور حسن سیاست کی بنیاد ہے۔

دوسرے اپنی ذات کا فرض ہے کہ اسے دنیا میں خوار و ذلیل نہ کرے بلکہ اس کی پرداخت کرنی اور اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہئیے ہم اپنی ذات کے مالک نہیں ہیں بلکہ خدا اس کا مالک ہے پس اس کے عطیہ کو خراب و رسوا کرنا بددیانتی یا کفران نعمت ہے۔

تیسرے ماں باپ بہن، بھائی، میاں، بیوی قریب و بعید کے رشتہ داروں کے فرائض ہیں۔

چوتھے ابنائے جنس جن کے ساتھ ذاتی تعلقات زیادہ ہوں مثلاً ہمسایہ، استاد و شاگرد و دوست و احباب، آقا و ملازم۔ بادشاہ و رعیت، ہموطن اہل ملک وغیرہ کے فرائض ہیں۔

ادائی فرض کی برکتیں

انسان کو عقل اس لئے عطا کیگئی ہے کہ اپنی عقل سے اپنے فرائض کا خیال رکھے ورنہ رتبۂ انسانیت سے گرکر بہائم میں جا ملے تھا۔

ادائی فرض ہماری مصیبتوں کو کم ہماری سہولتوں کو زیادہ ہمارے مراتب کو اعلی کرتا ہے۔ ہر کام اور ہر موقع پر اپنا فرض اداکرنا دشواری نہیں بلکہ انسان کے حق میں عین راحت اور سہولت ہے کیونکہ دنیا کے تفکرات اور پریشانیوں سے اس کی بدولت نجات ملتی ہے۔ جب لالچ یا کمزوری کا سامنا ہوتا ہے تو ادائی فرض کا خیال ہمیشہ راست باز رکھتا ہے۔ ناجائز وسائل سے اکتساب دولت طلب جاہ جھوٹی شہرت۔ زندگی کا مال یا فرض انسانیت نہیں بلکہ فرض انسانیت یہ ہے کہ انسان دنیا میں اکتساب سعادت اور مفید وکارآمد کام کرے اور یہی خیال زندگی کے راستہ کو صاف وسہل کرتا ہے۔

فرض کا خیال کبھی نچھوڑنا چاہیئے

شرط ہمت یہ ہے کہ انسان اپنا فرض ہر خطرہ ہر نازک حالت میں حتی کہ ناامیدی کے مقابلہ میں بھی نہ چھوڑے اور سچ یہ ہے کہ اگر فرض منصبی اچھی طرح ادا کیا جائے تو خواہ ناکامی ہی کیوں نہ ہو مگر وہ ناکامی نہیں خیال کیجاسکتی یہ کیا کم ہے کہ انسان نے اپنی ذمہ داری کا بوجھ ٹھیک اتار دیا۔ وَذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

ادائی فرض کے مقابلہ میں جان کی پروا نہ کرنا

جن لوگوں کے دلوں میں پابندی اصول کا اعلی خیال ہے وہ اپنے فرض منصبی کے

ادا کرنے کے پیچھے ایسی چیزوں کو بھی قربان کر دیتے ہیں۔ جن سے ان کو محبت یا وابستگی ہو۔

دیکھو میدان جنگ میں باپ بیٹے کو خاک و خون میں لوٹتا دیکھتا ہے۔ اور اس کی شجاعت کی داد دیتا ہے۔ سپاہی ماں باپ بیوی بچوں کے چھٹنے اور گھر بار لٹنے کی ذرا بھی پروا نہیں کرتا۔ وہ سر ہتھیلی پر رکھکر جان پر کھیل جاتا ہے۔ اور مردوں کی فہرست میں نام لکھواتا ہے۔ انسان کا اپنی جان کی حفاظت کرنا یا کسی طرح اپنی ناموری چاہنا معمولی باتیں ہیں۔ بلکہ انسان کی بزرگی اس میں ہے کہ وہ اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دے۔

کیسی باتیں ہیں جو ادائے فرائض میں کس طرح ہوتی ہیں

انسان پر ایک طرف تو نفس ناطقہ اور بھلے برے کی تمیز کا اثر پڑتا ہے۔ دوسری طرف تن آسانی خودغرضی لہو و لعب اور خراب جذبات اثر ڈالتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر تک تذبذب میں رہتا ہے کہ ان میں سے کسے اختیار کروں اور پھر دونوں میں سے ایک کی طرف جھک جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کمینہ جذبات اور خراب خواہشات غالب آ جائیں تو آدمی مرتبہ انسانیت سے ذلت و خواری کے قعر میں گر جاتا ہے۔ اور اگر نفس ناطقہ نے سنبھال لیا تو طبیعت کی قوت اور روحانی مسرت کا جوش اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ تمام ناپائیدار روحانی رکاوٹیں دور ہوجاتی ہیں اور انسانیت کا پایہ بلند ہوجاتا ہے۔ ہر ایک کام کرتے وقت

یہ سوچ لینا چاہئے کہ واقعی اس کا ارتکاب درست ہے یا نا جائز۔ عمدہ کام کرنے کی عادت اختیار کرنے اور خراب میلان کو روکنے کے لئے تھوڑے دن تک متواتر سختی اٹھانی اور طبیعت پر جبر کرنا پڑے گا۔ لیکن جب یہ عادت راسخ ہوجائے گی۔ تو پھر فرائض کے ادا کرنے میں ذرا بھی دقت نہ معلوم ہوگی۔

ادائے فرائض سے قومی ترقی ممکن ہے

جب قوم میں اپنے فرائض ادا کرنے کا خیال زیادہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ معراج ترقی پر رہتی ہے اور جب لوگوں میں من حیث القوم فرض ادا کرنے کا خیال مٹ جائے تو اس قوم کی حالت پر افسوس ہے۔ اور اس کا تنزل اور بربادی کچھ دور نہیں۔

۲۔ کانشنس یعنے نفس لوّامہ

اذا اراد اللّٰہ بعبدہ خیراً جعل لہ واعظاً من قلبہ

کانشنس کے کام اور اس کی تعریف

انسان کے راہ راست پر لانے اور ہدایت کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے پورے پورے سامان مہیا فرمائے ہیں پیغمبر بھیجے صحیفے اترے۔ عقل و تمیز دی۔ اور خود ایک کھٹکا ایسا دل میں لگا دیا کہ جہاں آدمی ذرا بھی صراط مستقیم سے ڈگمگایا اور اس نے ٹوکا۔ یہ قوت ممیزہ ہے کہ سچ کو جھوٹ سے اچھائی کو برائی سے تاریکی کو نور سے جدا کرتی ہے اور نیکی کے راستے بتاتی ہے۔ یہ قوت جب کسی برے کام سے روکتی ہے یا افعال شنیعہ پر ملامت کرتی تو اسے نفس لوّامہ یا

کانشنس کہتے ہیں۔

کانشنس کے فوائد انسانی فرائض کی بجا آوری پر اطمینان، اور خوشی غلطیوں پر افسوس۔ لغزشوں پر تنبیہ برائیوں پر حسرت نیکیوں کی خواہش سب نفس لوامہ کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

کانشنس دلی جذبات کو روکتا اور بھلی باتوں کی طرف مائل کرتا ہے۔ خودغرضی سے منع کرتا او باہمی تعلقات اور فرائض کو عمدگی سے نبھانا سکھاتا ہے۔

کانشنس انسان کو مدارج عالیہ پر پہونچاتا ہے۔

کانشنس بتاتا ہے کہ دنیا میں راست و غلط دو مختلف چیزیں ہیں اور جن امور سے کہ حقیقی خوشی پیدا ہو اور دل پشیمان نہ ہو وہ راست ہیں اور جو دل میں چٹکیاں لیں اور اندرونی خوشی کو برباد کریں وہ غلط ہے۔

کانشنس کامل رہنما کب اور کس وقت ہوتا ہے جن فرائض کا ہمیں علم نہ ہو کانشنس ان پر تنبیہ نہیں کرتا۔ اس لئے جس قدر علم کا ذخیرہ وسیع ہوگا اسی قدر کانشنس کامل ہوتا جائے گا۔

کانشنس کو ترقی دینے کا طریقہ دنیا کے ہر ایک کام میں پہلے یہ سوچ لینا چاہئے کہ ہمارا فرض کیا ہے۔ نہ یہ کہ کس چیز سے ہم خوش ہوتے ہیں۔ یا کیا طریقہ آسان ہے نہ یہ کہ لوگوں کی آنکھوں میں کیا اچھا معلوم ہوگا بلکہ یہ کہ سچ کیا ہے اور خدا کی نظروں میں ہمارا فرض کیا ہے اگر یہ نہ خیال کیا جائے تو اچھے اچھے آدمی لالچ اور خودغرضی کا شکار ہو جائیں گے اور ہوتے جاتے ہیں۔

کانشنس کی آواز انسان یا قانون کی آواز سے بالاتر ہے۔ بلکہ حاکم حقیقی کی طرف سے ایک روحانی رہنما کی آواز ہے۔

خواہشات پر حکمرانی انسان کے دل میں ہر وقت مختلف خواہشیں اور ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ قوائے غضبی اور قوائے شہوانی کا اقتضا جدا جدا ہوتا ہے۔ اور بعض ضروری مصلحتیں کسی اور طرف راغب کرتی ہیں۔ اور کانشنس ان سب سے الگ ایک نیا حکم کرتا ہے انسان کو چاہئے کہ نہایت استقلال سے کانشنس کی پیروی کرے اور خدا تعالیٰ نے اسی واسطے انسان کو یہ قوت عطا فرمائی ہے۔

برائی سے اجتناب اور اعمال صالحہ کا ارتکاب اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ خواہشات پر کانشنس حکمران ہو۔

۳۔ اخلاقی جرأت۔

اخلاقی جرات کی تعریف وہ قوت جو انسان کو ادائے فرض پر کاربند رکھتی ہے اور صداقت و عدالت کے خلاف نہیں کرنے دیتی اور ناجائز و ناروا کام کے ارتکاب سے بچاتی ہے اور ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنے کی محرک ہوتی ہے اور راہ مستقیم میں جو دقتیں پیش آئیں ان کو مردانہ وار سہنا اور سہولت یا نفع کی پروا نہ کرنا اخلاقی جرأت کہلاتی ہے۔

مشکل کی حقیقت جس چیز کو ہم اکثر اوقات مشکل یا محال کہہ دیا کرتے ہیں۔ وہ دراصل ایسی نہیں ہوتیں بلکہ خود ہم نے اپنی کمزوری سے اس کو مشکل سمجھ رکھا ہے۔ یہ کمزوری اپنا رنگ لاتی ہے اور

جو نقصان اس کا نتیجہ ہونا چاہئے وہ اٹھانا پڑتا ہے۔ جو بات مقتضائے مصلحت ہو۔ اس پر صداقت سے پابند رہنا چاہئے خواہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے۔ قاعدہ کے خلاف کرنا ہرگز مناسب نہیں۔

اخلاقی جرأت کے فوائد دنیا میں جو کچھ ترقیاں ہوئیں وہ جسمانی طاقت اور تہور سے زیادہ اخلاقی جرأت کی بدولت ہوئیں۔ بیل اور گھوڑے میں انسان سے زیادہ طاقت ہے اور شیر اور چیتے میں تو بہت زیادہ تہور ہے لیکن اخلاقی جرأت ان میں نہیں جسمانی طاقت نے دنیا میں خونریزیاں کیں لوگوں کو تباہ و برباد کیا اور بجائے فائدے کے ضرر پہونچایا مگر وہ جرأت جو جیسا چاہئے اپنا کام کئے جاتی ہے۔ وہ جرأت جو حصول مقصد میں محنت کرتے صداقت اور ادائی فرض کے پیچھے بوجھ اور تکالیف خاموشی اور متانت سے برداشت کر لیتی ہے۔

سچی بہادری جو شخص صداقت اور ادائی فرض کے واسطے تمام دقتیں اٹھاتا اور مشکلیں سہتا اور کوئی ناشائستہ یا کمینہ حرکت اور فعل نہیں کرتا وہ بڑا بہادر ہے اور ان سپاہیوں سے زیادہ شجاع ہے جو جنگلوں اور میدانوں میں مارتے پھرتے ہیں

خوف بے خوف اور نڈر ہونا بھی اخلاقی جرأت کی ایک نشانی ہے۔ بے خوف ہونے کی عادت بھی تعلیم و مشق سے پڑتی ہے اور کسی چیز کی حقیقت کے صحیح اندازہ کر لینے سے اس کا خوف جاتا رہتا ہے۔ جن لوگوں کو خطرات مقابلہ کرنے کی عادت

ہوجاتی ہے۔ وہ وہمی اور خیالی خطرات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے

خوف دل کی بیماری ہے

بزدلی اور خوف دل کی بیماری ہے اور بری چیز ہے ایسا دنیا میں کون شخص ہے جس پر تکالیف اور مصائب نہ پڑتے ہوں لیکن انسان کو ضبط اور خودداری سے کام لینا چاہئے۔

اخلاقی جرأت کی عورتوں میں ضرورت

اخلاقی جرأت عورت کی محافظ اور نگہبان ہے، اس کی عقل کو بجا اور اوسان کو ٹھکانے رکھتی ہے اور اس کی عزت و آبرو برقرار رکھتی ہے۔ حسن صورت چاندنی کی طرح چار دن میں زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن دل کی صفائی اور رویّہ کی خوبی جوں جوں بڑھاپا آئے زیادہ بڑھتی جاتی ہے اور اس کی چمک دمک کبھی کم نہیں ہوتی۔

پاکدامن سچی مستعد جفاکش اشخاص کی مثالیں دنیا میں ہمیشہ قائم رہتی ہیں اور ان کے نام اور کام تاریخ کے صفحوں پر لکھے جاتے ہیں۔ ان کی زندگی دوسروں کے لئے چراغ ہدایت ہے مستعد آدمی دنیا کے رہنما دنیا کے حکمران ہوتے ہیں کمزور طبیعت والوں کا ان کے بعد کوئی نام و نشان بھی نہیں جانتا۔

۴۔ استقلال۔

کامیابی کے لئے استقلال ضروری ہے

ترقی خواہ کیسی ہی عمدہ ہو وہ ایک دفعہ ہی حاصل نہیں ہو جاتی بلکہ جس طرح کسان بیج بوکر فصل کا انتظار کرتا ہے۔ اسی طرح سعی اور کوشش کے نتیجہ کیلئے صبر و استقلال سے انتظار کرنا چاہئے۔ جو شخص کسی مینار پر چڑھتا ہے

وہ زینہ کی ہر ایک سیڑھی پر ایک ایک کرکے چڑھتا ہے۔ یہی حال ترقی کا ہے کہ رفتہ رفتہ حاصل ہوتی ہے محنت کے بعد صبر سے انتظار کرنا۔ اور اضطراب میں کام خراب کرنا ترقی کا راز ہے

استقلال کے فائدے دنیا میں کوئی بڑا کام کرنے کے لئے ضرور ہے کہ طبیعت میں استقلال کا ملکہ راسخ کیا جائے۔ مستقل مزاج آدمی بہت سے ناگوار اور مشکل امور پر فتح پا لیتے ہیں۔ وہ ہر کام کو کرکے چھوڑتے ہیں۔ نا امیدی ان کے پاس نہیں پھٹکتی اور وہ خوف و خطر کا نام نہیں لیتے اور ہر کام کو پوری محنت اور ہمت سے انجام دیتے ہیں۔ حصول مدعا کی دھن ان کو اپنے ارادے سے باز نہیں رکھتی۔ امید زندگی کی روح ہے۔ لیکن استقلال اور ارادے کے استحکام بغیر کوئی امید پوری نہیں ہوسکتی۔

کامیابی کا راز کامیابی کا راز یہ ہے کہ اول تو جس کام کیلئے جو وقت مناسب اور مقرر ہے اس کو نہ ٹالا جائے اور جو کام شروع کیا جائے اس کی تدابیر کو اچھی طرح سوچ سمجھکر اس کے پورا کرنے میں پوری قوت صرف کی جائے۔ انسان کو اپنی رائے اپنے ارادے کو ایسا غیر مستقل نہیں چھوڑنا چاہئے کہ تنکے کی طرح پانی میں بہتا پھرے۔ بلکہ ایک مدعا غور و فکر کے بعد مضبوطی سے قائم کرکے اس کے حاصل کرنے میں کامل سعی کرے۔ نوجوان آدمی جب ایک مدعا اچھی طرح سے قائم کرلیں اور اس کے حاصل کرنے کے لئے صحیح راستہ پر چلیں تو ضرور حصول مرادیں کامیاب ہوتے ہیں۔

مشکلیں انسان کو پختہ کرتی ہیں۔

انسان مشکل اور دقت میں پڑنے اور مصائب جھیلنے سے آدمی بنتا ہے دقتیں انسان کے لیئے بھٹی کا کام دیتی ہیں۔ جو اس کا جوہر چمکا دیتی ہیں یا استاد ہیں جو مار مار کر دانش و عقل سکھاتے ہیں دقتیں چاہیے۔ کمزور آدمی کو ڈرا دیتی ہیں لیکن عالی ہمت اشخاص میں ہمت زیادہ کرتی ہیں اور وہ مصائب کے مقابلہ میں مردانہ وار ڈٹے رہتے ہیں

مشکلیں قوموں کی ہمت بڑھاتی ہیں

مشکلات صرف افراد انسانی کے لیئے سبق آموز نہیں بلکہ اقوام کے لیئے بھی ایسے ہی مفید ہیں۔ کیونکہ جب وہ مشکلوں میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور نئی نئی تدبیریں سوچتے اور ایجادیں کرتے ہیں۔ ان کی ہمت و جرات از سر نو عود کر آتی ہیں۔ اور کبھی وہ سر ہاتھ پر رکھکر جان پر کھیل جاتے ہیں۔ ملک کو ظلم و ستم سے رہائی دیتے ہیں۔

عادت اول اول طبیعت پر جبر کرنا۔ اور اقتضائے طبیعت کے خلاف کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن جب عادت پڑ جاتی ہے تو وہی افعال جو پہلے مشکل معلوم ہوتے تھے سہل معلوم ہونے لگتے ہیں۔ عادت سخت سے سخت کام کو اتنا آسان کر دیتی ہے کہ اس کے کرنے میں ذرا بھی دقت اور تکلیف نہیں معلوم ہوتی پتھر پھوڑنے والے سارا دن پہاڑ کاٹتے ہیں۔ مگر ذرا نہیں تھکتے ہیں ہرکارے بارش و دھوپ اور سردی میں راتوں کو ڈاک کے تھیلے لیکر میلوں بھاگے

جاتے ہیں۔ اور ذرا بھی انہیں تکلیف نہیں ہوتی - یہ تو جسمانی اعضا کی عادت کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح اگر قوائے دلی اور دماغی کو محنت کا عادی بنایا جائے تو وہ ایسے مشاق اور عادی ہو جاتے ہیں۔ جب ترک عادت کرے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ انسان عادت کے شکنجہ میں اسقدر جکڑا ہوا ہے۔ محنت دیانت۔ خودداری۔ خود اعتمادی بلکہ تمام قوت عملی کا دارومدار صرف مسائل کے جاننے پر نہیں بلکہ عادت پر ہے۔ جس شخص کو قوت ارادی حاصل ہو وہ نیک کام کر سکتا ہے بری باتوں کو ترک کر سکتا ہے۔ مصیبت کے وقت اس کا چال چلن اور بھی چمک جاتا ہے اور صرف اس عادت کے طفیل وہ ناکامی کے وقت پریشان نہیں ہوتا اور ثابت قدم رہتا ہے۔

۵۔ عزیمت تامہ۔

عزیمت تامہ کی تعریف - طبیعت میں ایسا استقلال پیدا ہو جائے کہ ایک بار جو دل میں ٹھان لے پھر کسی طرح اس سے نہ ٹلے اور جو ارادہ کیا ہے اس مقصد کو حاصل کر کے چھوڑے اس کو عزیمت تامہ کہتے ہیں۔

تلون - بعض لوگوں کے ارادے ایسے ضعیف ہوتے ہیں کہ وہ بہت جلد ایک حالت سے دوسری حالت پر بدل جاتے ہیں۔ اور یہی حال ان کی رائے کا ہوتا ہے کہ کبھی کچھ ہے اور کبھی کچھ ہے۔ ان لوگوں کو دوسروں کا اثر یا

ان کی رائے نہایت آسانی سے اپنی طرف پھیر لیتی ہے یا ان کے خیال کو بدل دیتی ہے۔ ایسے لوگ طبیعت کے کمزور دوسروں کے کہنے پر چلنے والے دوسروں کی رائے کے تابع عاجز اور غافل ہوتے ہیں۔

عزیمت تامہ کیلئے علم وقوت تمیز کی ضرورت عزیمت تامہ چونکہ اس پختہ ارادہ کا نام ہے۔ جو کسی کے بدلے نہیں بدل سکتا۔ اس واسطے یہ عادت اگر بلا سوچ سمجھے اختیار کی جائے اور اگر صرف نیک اور قابل اختیار امور میں اس کا استعمال نہ کیا جائے تو یہ صفت افعال قبیحہ کے صدور بلکہ مستحکم ہونے کا آلہ بن جاتی ہے۔ اور نہایت عضرت پہونچاتی ہے۔ مثلاً اگر عزیمت تامہ ظالموں میں ہوئی تو ان کے جبرو تعدی کی انتہا نہ رہے گی۔ اس لئے پہلے بھلے برُے کی تمیز حاصل کرنی اور افعال قبیحہ اور اعمال حسنہ میں شناخت اور امتیاز کرنے کی قوت پیدا کرنی لازم ہے۔ اس لئے علم کی ضرورت ہے۔

عزیمت تامہ کے فوائد عزیمت تامہ یعنی افعال و اقوال کی نگہداشت ہی ایسی چیز ہے کہ انسان کو انسان کامل بناتی ہے لایکون الحکیم حکیماً حتی تغلب حتیبیح شہواتہ۔ محتاط شخص کبھی خواہشات کے جھونکوں سے نہیں ڈگمگاتا بلکہ ہمیشہ تحمل و استقلال کو کام میں لاتا ہے۔ اور اپنے افعال پر قابو رکھتا ہے۔ احتیاط تمام خوبیوں کی جڑ ہے۔ اور احتیا

ہی افعال نازیبا سے بچا سکتی ہے۔ جب طبیعت پر قابو حاصل ہوجاتا ہے۔ تو خودداری، اعتدال، استقلال، انکساری، پابندی، قواعد، پرہیزگاری اور اوصاف حمیدہ حاصل ہوجاتے ہیں۔ جن لوگوں نے دنیا میں اعلیٰ اعلیٰ ترقیاں کی ہیں وہ اپنی احتیاط پر ہمیشہ سختی سے کاربند رہے ہیں۔ اور جس قدر زیادہ پابندی کی اسی قدر اخلاقی حالت میں ترقی ہوتی ہے۔

عزیمت تاہم خوشی بخشتی ہے اپنی طبیعت پر قابو رکھنا بڑی کامیابی ہے اور جب یہ قوت راسخ ہوجاتی ہے تو اس سے بہت سی خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک تیز رو گھوڑے پر سوار ہونا۔ اور اس کو قابو میں رکھنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر کسی اور جانور پر سوار ہوکر پھریں تو ذرا بھی بشاشت نہیں ہوتی یہی حال طبیعت کا ہے کہ اس کے تلوں کو روکنا اور اپنے ارادوں پر قائم رکھنا مسرت بخشتا ہے۔ جبتک انسان پاکیزگی سے زندگی بسر نہ کرے۔ اور جبتک اپنا وقت مفید کاموں میں صرف نہ کرے حقیقی خوشی کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ دل پاکیزہ اور عمدہ خیالات سے معمور کرنا فکر اور تشویش سے دل کو آزاد رکھنا بڑی خواہشوں کو روکنا اور طبیعت میں نیک کاموں کا میلان پیدا کرنا انسان کو کامیابی بخشتا ہے۔ اور اس کامیابی سے حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح کپڑا رنگ سے رنگین ہوجاتا ہے۔

اسی طرح خیالات کا رنگ طبیعت پر چڑھا رہتا ہے۔ جیسے خیالات ہوں گے ویسا ہی ظہور ہوگا۔ پانی کو صاف رکھنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس میں مٹی اور کوڑہ گرنے نہ پائے۔ یہی حال دل کی صفائی کا ہے۔ کہ اس میں بُرے خیالات داخل ہی نہ ہونے پائیں۔ اور عزم و استقلال اس پاکیزگی کو قائم رکھے۔

۶۔ خودداری

خودداری کی تعریف انسان ایسے افعال بد سے باز رہے جو اس کے مرتبے اور پوزیشن کو گھٹانے والے اور اس کو دوسروں کی نظر میں ذلیل کرنے والے ہوں۔

اپنی عزت قائم رکھنا۔ اور اپنی ذات کو دنیا میں موقر بنانا جو رتبہ سوسائٹی میں حاصل ہے اسے قائم رکھنے کی کوشش کرنا خودداری ہے۔ اور یہ صفت بمثل مبنی احتیاط اور استقلال سے ہوتی ہے۔

خودداری کے اوصاف خودداری انسان کے لئے ایک خلعت ہے جو اس کا مرتبہ ظاہر کرتی اور اس مرتبہ کو قائم رکھتی ہے۔ یہ طبیعت کی ایک شریف تحریک ہے۔ جو ترقی کرنے کی محرک اور موجب بحال ہے۔ خود دار آدمی کبھی اپنے جسم کو گناہ سے اور دل کو خراب خیالات سے آلودہ نہیں کرتا اور ہمیشہ صفائی، صبر، تحمل، پرہیزگاری، احتیاط، عصمت، اخلاق حسنہ اور اصول مذہب کا پابند رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ

اپنے مرتبہ کا لحاظ رکھتا ہے۔ اور اسے خیال رہتا ہے۔ کہ کوئی کام اس سے ایسا سرزد نہ ہو۔ جو اس کی عزت میں دھبہ اور نام میں بٹہ لگانے والا ہو وہ اپنے تئیں حقیر نہیں جانتا۔ وہ حیوان کی طرح زندگی گذارنے پر قانع نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا دل ہمیشہ اپنے حفظ مرتبت کا خیال رکھتا ہے۔

خودداری اور خودپسندی کا فرق خودداری تو اصلی اور سچی لیاقت اور مرتبہ کا لحاظ کرنا۔ اور اس کو ترقی دینا سکھاتی ہے اور خودپسندی ذاتی مرتبہ یا خوبی کو مبالغہ سے جتاتی ہے۔ جو بربادی اور شرم کا باعث ہوتی ہے۔

خوددار آدمی اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو حقارت سے نہیں دیکھتا بلکہ ذاتی جوہروں کو ترقی دینے کی سعی کرتا ہے۔ اور اپنے اقوال و افعال سے کوئی حرکت اپنی شان کے خلاف نہیں کرتا۔

انکسار انکسار فی الواقع عمدہ صفت ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہم اپنے عجز و بے کمالی کا اعتراف کریں لیکن یہ اس لئے ہے کہ ہم برخود غلط نہ ہوجائیں۔ نہ یہ کہ اپنے مرتبہ سے کم اور ذلیل حالت پر اکتفا کریں۔ اور خیالات کو پست کرلیں۔ اگر ایسا کردیں گے تو ترقی کرنے کی طبعی تحریک مٹ جائے گی۔

تکبر و تواضع خودداری تکبر و ذلت کا درمیانی درجہ ہے

اور اسی کا نام تواضع ہے تکبر اپنے نفس میں ایسے اوصاف فرض کر لینے کو کہتے ہیں کہ جو فی الواقع نہ ہوں۔

اور مذلت اپنے واقعی اوصاف کو ذلیل کرنے اور اور نا قدر دانی کا نام ہے۔ اور یہ دونو مذموم ہیں۔ اگر ایک عالم اپنے سے کم مرتبہ عالم کو اپنے بعد درجہ دے تو خود داری اور تواضع کے خلاف نہیں اگر اسے حقیر سمجھے تو تواضع کے خلاف ہے۔ اور اپنے سے بڑے عالم کو کچھ نہ جانے تو تکبر ہے۔

۷۔ خود اعتمادی۔

اپنی ذات پر بھروسہ خواہ فرائض ہوں یا تمنائیں انسان اگر اپنی ذات پر تکمیل کا بھروسہ نہ کرے تو کبھی پوری نہیں ہو سکتیں جو اپنے کام دوسروں کو امداد یا اور ان کے بھروسہ پر چھوڑ دے تو وہ شخص ناکام رہے گا۔ مثل مشہور ہے کہ کس کی بجری اور کون ڈالے گھاس۔ یہ فقرہ ان لوگوں کے لئے سبق آموز ہے۔ جو زمانے کی رفتار اور لوگوں کے عادات سے ناواقف ہیں۔ جو لوگ دنیا میں ترقی اور زندگی کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں اور اپنے فرائض کو تکمیل کی تمنا رکھتے ہیں تو وہ اپنی ذات پر بھروسہ کریں۔ اور ہمت و محنت و استقلال سے کام لیں تو ضرور ان کو عمدہ پھل ملے گا۔

غرض کوئی کام ہو پوری طاقت اور محنت سے حاصل

ہوتا ہے۔ من طلب شیئًا وجدّ وجد۔

ہمت مشکلیں حل کرتی ہے — ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

اگر کسی کام کو سرانجام دینا ہو تو کوشش موجودہ مشکل کے دور کرنے میں صرف کرنی چاہئے نہ یہ کہ مشکلوں کے حل کرنے سے جی چھوڑ دیں یا جلدی سے اپنے ارادہ تبدیل کر دیں دنیا میں بڑی بڑی فتوحات بڑی بڑی دریافتیں اعلیٰ اعلیٰ ایجادیں مشکلیں سر کر کے ہوئی ہیں۔ مگر ہر نئی مشکل ایک نئی معلومات اور مسرت کا منبع ہوتی ہے۔ مشکلیں حصول مراد میں سدراہ نہیں بلکہ مد ہوتی ہیں۔ کیونکہ شوق کی آگ اور بھڑکتی ہے۔ اور دماغ میں زیرکی اور حل مشکلات کی قابلیت پیدا ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان مشکلات نے محنت اور برداشت کی غیر معمولی قوت پیدا کر دی ہے۔ اور ذکاوت و ذہانت کے دروازے کھول دئے ہیں۔

دولت اور ذاتی قابلیت کا فرق — لوگ دنیا میں سب سے زیادہ دولت کو کارآمد جانتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ایک حد تک دولت کارآمد ہے۔ لیکن نہ اتنی جس قدر کہ خود اعتمادی اور ذاتی قابلیت۔ یہ ایسے جوہر ہیں کہ انسان کو دنیا میں عزت اور ناموری حاصل کرنا سکھاتے ہیں۔ دنیا میں جتنے بیسے لائق و قابل آدمی گزرے ہیں جن کی بیش بہا تصنیفات

اور اعلیٰ خیالات سے ہم اپنے دل و دماغ آراستہ کرتے ہیں۔ یا جن کی بیش قیمت ایجاد اور نادر صناعیاں دنیا کی تہذیب و شائستگی اور اس کی ترقی کی نشانیاں ہیں یا دولت مند آدمی نہ تھے۔ بلکہ انھوں نے اپنی محنت اور جانفشانی سے اور اپنے ذاتی جوہروں سے یہ نام روشن کیا۔ اور وہ کام کئے کہ آج ایک عالم ان کے کمال کا مداح اور ممنون ہے۔ دولت انسان کو تن آسانی آرام طلبی کھاتی اور عیش کا بندہ بنا دیتی ہے اور اس کے دل کا وہ جوش جو انسان کو بلندی اور عروج کی طرف ابھارتا ہے۔ سرد ہو جاتا ہے۔

خود اعتمادی محتاط رکھتی ہے خود اعتمادی سے ایک یہ فائدہ ہے کہ انسان کو مقروض ہونے سے روکتی ہے۔ کیونکہ اس کا دل نہیں مانتا کہ کسی کا ممنون ہو۔ اور دوسروں کی دولت سے فائدہ اٹھائے بلکہ ہمت کا شہباز اپنے ہی پر و بال کو دیکھتا رہتا ہے۔ اس سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ لالچ کو دل میں جگہ دے اور بغیر استحقاق کسی چیز پر اپنا قبضہ کرے یا کسی کی حق تلفی روا رکھے۔ وہ سفارش سے نہیں بلکہ لیاقت سے اپنا کام نکالنا چاہتا ہے۔ اس کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اور تو اور اپنے عزیز و اقارب پر بھی بھروسہ کرے۔

بیکن کا قول ہے کہ خود داری اور خود اعتمادی

اپنے چشمہ سے پانی پینا اور اپنے دسترخوان سے کھانا اور معاش کے واسطے خود محنت کرنا سکھاتی ہے۔ الصبر علی الاکتساب خیر من حاجتك الی الاصحاب۔

بلند ہمتی | ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق ۔ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

اپنے ہاتھ پاؤں اپنے وسائل اپنا روپیہ اپنی تدبیر پر بھروسہ کرنا اور متوکل علی اللہ مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی طاقت اور ہمت اور زندگی ہے۔

عالی ہمت آدمی پانی کی رو کی طرح اپنا راستہ آپ تلاش کر لیتے ہیں۔ اور نہ صرف خود منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی پار لگا دیتے ہیں لوگ ان کی دل سے عظمت و قدر کرتے ہیں۔ بلکہ خدا بھی انکی عزت اور ان کی مدد کرتا ہے الفراغ من شان الاموات و الاشغال من شان الاحیاء۔

عالی ہمت کسی کی مدد کے طالب نہیں ہوتے کیونکہ ایسی مدد بجائے دل کو تقویت دینے کے دل کو کمزور کرتی ہے۔ کیونکہ طبیعت غیروں کی معاونت کی عادی ہو جاتی ہے۔ کہ خود کوئی کام نہیں کر سکتی۔ جو قومیں کہ دوسروں کی معاونت کی محتاج ہیں۔ وہ ہمیشہ رعایا بن کے رہتی ہیں اور رعایا بھی نہایت کمزور نہایت ذلیل اور نہایت بے وقعت۔ رفتہ رفتہ ان سے یہ قوت ہی سلب ہو جاتی ہے کہ وہ خود کوئی کام کر سکیں۔ بلکہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں

میں گورنمنٹ کی دستگیری اور اعانت کی محتاج رہتی ہیں صرف اپنے دل اور اپنی جرٔت کی قوت پر بھروسہ ہی ترقی کراتا۔ اور پایہ بلند کرتا ہے۔ قوت اعتمادی میں قوت فیصلہ اور مستعدی کی بہت ضرورت ہے۔ جن لوگوں میں دونوں اوصاف کی کمی ہوتی ہے۔ وہ اپنی رائے اپنے کام اپنی قابلیت اور اپنے ذرایع پر بھروسہ نہیں کرسکتے ایسے لوگ کسی مہتم بالشان کام کا ارادہ نہیں کرتے۔ اور اگر کرتے بھی ہیں تو ان کو یقین نہیں ہوتا کہ ہم اس کو پورا کرسکیں گے ناکامی کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ لوگ بہت جلدی نتائج نکلنے کی امید کرتے ہیں۔ اور اگر جلد کامیابی نہ ہو تو شکستہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ یہ قوت استقلال کی قوت کا نتیجہ ہے وہ علم یا قابلیت کو تجارت کی شئے سمجھتے ہیں۔ اور اگر وہ فوراً خاطر خواہ واموں پر نہ بکے تو ان کا دل چھوٹ جاتا ہے۔ لیکن وہ کھجور کا درخت ہے کہ اگرچہ دیر میں پھل لائے لیکن بہت میٹھے اور مزیدار پھل لاتا ہے۔

کوشش موجودہ حالت کو سنبھالنے کے لئے ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے گاڑی کو آگے ڈھکیلو وہ ضرور بڑھے گی اور اگر نہ بڑھے گی تو پیچھے تو نہ ہٹے گی۔ جہاں تک ہوسکے انسان کو اعلیٰ اور برتر نصب العین قرار دینا چاہئے اور تمام جائز وسائل اس کے حاصل کرنے میں استعمال

کرے۔ اعلیٰ مرتبہ کے حصول کی کوشش بھی انسان کو بالضرور کسی قدر اعلیٰ بنائے بغیر نہیں چھوڑتی۔

کم ہمتی قومی تنزل کا سبب ہے قوم میں بعض لوگ ایسے کم ہمت اور مردہ دل ہوتے ہیں کہ خود تو کوئی کام کر نہیں سکتے اور دوسروں کی کوشش کو فضول و بیکار بتاتے ہیں ایسے لوگوں کا وجود درخت کے کیڑوں کے مانند ہے جو درخت کو کھاتے اور پھلوں کو خراب کرتے ہیں۔ یہ لوگ ذلت وخواری کے قعر میں گر پڑتے ہیں۔

۵۔ محنت۔

بس گل شگفتہ می شود این باغ را ولے
کس بے جفائے خار نچید است از گلے

محنت انعامات قدرت کی اجرت ہے انسان زمین پر رہتا ہے اور صانع قدرت نے انسان کے آرام و آسایش کی کل چیزیں اسی زمین پر پیدا کی ہیں مگر ایسی چیزیں بہت کم ہیں اور فی التحقیق نہیں ہیں کہ بغیر محنت کئے یا ہاتھ پاؤں ہلائے بقدر کافی حاصل ہوتی ہوں یا قابل استعمال ہوں۔ قدرت نے اپنے انعامات کی اجرت محنت مقرر کی ہے جو شخص جس قدر محنت کرے اتنا ہی انعام پائے بڑے بڑے آدمی جن کے نام آج شہرت کے آسمان کے ستارے ہیں یوں ہی اس معراج کمال تک نہیں پہنچے بلکہ یہ کمال و لیاقت عزت و شہرت نہایت عرق ریزی اور سعی سے حاصل ہوتی ہے کمال بغیر محنت حاصل نہیں ہوتا

دولت اور محنت سرانجام امور دنیا میں مدد دیتی ہیں۔ مگر لوگ دونوں کی حقیقت سے پورے واقف نہیں۔

محنت کی ضرورت صرف غریبوں ہی تک محدود نہیں

محنت صرف غریب آدمی کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ جو لوگ دولت دنیا سے متمتع ہیں۔ وہ بھی اگر صحت لیاقت اور تمام آدمی کے مزے لینے چاہتے ہیں۔ تو محنت کریں اس لئے کہ بیکار رہنا مُردوں کا کام ہے اور کام میں لگا رہنا زندوں کا۔

کاہلی۔ کاہلی دل کو اس طرح کھاتی ہے۔ جیسے لوہے کو زنگ کاہلی تندرستی اور صحت و مسرت سب کی دشمن ہے۔ کاہلی یہی نہیں ہے کہ آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے بلکہ تمام بے نتیجہ اور حقیر مشاغل جو محض وقت گذارنے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں اسی میں داخل ہیں۔ مثلاً پان حقہ وغیرہ۔

کاہلی امراض نفسانی میں وبا کے مانند ہے اگر کسی گڑھے میں پانی رک جائے تو اس میں کیڑے اور کیچوے بکثرت پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک کاہل آدمی کے دل میں خراب اور زہریلے خیالات بھرے رہتے ہیں اور اس کی روح ناپاک ہو جاتی ہے۔ انسان جبتک کاہل ہے اس کو خوشی حاصل نہ ہوگی اس کے دل اور جسم کو کبھی صحت نصیب نہ ہوگا۔ مصروفیت سے چستی آتی ہے اور غم غلط ہو جاتا ہے۔ کام کے بعد آرام زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

محنت کے فضائل محنت ہی انسان کو کمال تک پہونچاتی

محنت ہر طرح کے علم و فضل میں ید طولیٰ بخشتی ہے۔ محنت قومیت شرافت اور بزرگی کا انعام دیتی ہے۔ محنت قدرتی جوہروں کو بڑھاتی اور ظاہر کرتی ہے۔ محنت ہی مشکلوں کو سہل کرتی۔ محنت ہی سے طبعی جودت کا اظہار ہوتا ہے۔ دنیا میں ہزاروں ایکڑ زمین اور لاکھوں اشرفیاں اور جواہرات مل سکتے ہیں لیکن علم اور عقل کسی کا ورثہ نہیں اور یہ اپنی ہی محنت سے حاصل ہوتا ہے۔

باقاعدہ محنت محنت خواہ دماغی ہو یا جسمانی اعتدال سے متواتر کرنی چاہئے۔ تاکہ کمال صحت اور خوشی نصیب ہو۔ محنت جب اعتدال سے بڑھ جائے گی تو اس سے دماغ اور ہاتھ پاؤں کام کے نہ رہیں گے۔ طلبہ کو دیکھئے کہ باوجود سخت محنت کے ناکام رہتے ہیں اور صحت کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں سبب اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ محنت نہیں کرتے امتحان کے بالکل قریب ہفتوں کا کام دنوں بلکہ گھنٹوں میں نکالنا چاہتے ہیں۔ یہ محنت مفید نہیں بلکہ مضر ہے اگر طلب صادق ہے اور مزاج پر قابو حاصل ہے اور طبیعت میں شروع ہی سے پابندی قاعدہ اور محنت کی عادت ڈالی گئی ہے تو دنیا میں کسی قسم کی ترقی اور حصول کے واسطے ہفتہ کافی وائی محنت کی ایک دن بھی ضرورت نہیں پڑتی

بے صبری کام خراب کرتی ہے بعض اوقات لوگوں بے صبری اور اضطراب ہی کام خراب کرتا اور سعی سے باز رکھتا ہے بے صبری اور جلدی سے نہ تو عمدہ کام ہوتا ہے اور نہ وہ کبھی تکمیل تک پہونچتا ہے مستقل باقاعدہ محنت اگرچہ آہستہ ہو عجلت سے بہتر

یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ عجلت سے وقت کم صرف ہوگا کیونکہ
کسی کام کو بآہستگی کامل اور بہتر کرنا جلدی کرنے سے اچھا ہے
دلجمعی اور اطمینان و سکون سے کام لیا جائے تو قوا کو
ایسا ہی قوت دیتا ہے جیسا کہ صاف ہوا۔

باقاعدہ محنت کے فائدے

محنت اگر بے قاعدہ اور حد سے زیادہ
لی جائے تو وبال اور بار ہے۔ اور اگر
جرم کی پاداش میں کی جائے یا لی جائے تو سزا ہے لیکن
باقاعدہ اور معتدل محنت عزت اور خوشی کا سبب ہوتی ہے۔
محنت ہی سے دنیا میں تہذیب اور شائستگی پھیلی ہے اور جو
عظیم الشان کام انسان سے سرانجام پاتے ہیں وہ محنت ہی
کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ علم ادب فنون لطیفہ اور سائنس میں جو چیز زیادہ
اعلیٰ زیادہ عمدہ بکارآمد اور دلفریب ہے وہ محنت کا نتیجہ ہے
محنت ہی کوشش کو بارآور کرتی اور مصیبت سے
نجات دیتی اور نام روشن کرتی ہے۔ محنتی آدمی سے ایک
مزدور آدمی نہ سمجھنا چاہئے بلکہ جو شخص اپنے دماغ کو کام
میں لاتا ہے۔ وہ سب سے بڑا کام کرتا ہے۔ دماغ کی
اصلاح کے لئے محنت کرنا۔ ہر انسان کا فرض ہے۔ کیونکہ
محنت کی عادت خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ جو اطمینان
آرام۔ اور آسائش بخشتی ہے۔

وقت کی قدر

وقت کو کام میں لانے کے فائدے اگر ذرا سی چیز بھی جاتی رہتی ہے۔ تو طبیعت کو ملال رہتا ہے۔ مگر وقت کہ روپیہ اور دولت سے بڑھکر قیمتی ہے اور دنیوی و اخروی بہبودی کا سرمایہ ہے۔ رات دن بیکار صرف ہوتا ہے۔ اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اس کے ضائع ہونے پر پشیمان ہوتے ہیں۔ یا اسے پورا پورا کام میں لاتے ہیں۔ وہ لوگ وقت کی قدر قیمت ہی کو نہیں جانتے۔ دنیا میں ہر ایک نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ لیکن وقت کی تلافی ممکن نہیں۔

سینکا کا قول وہ کہتا ہے کہ ہم تنگی وقت کی شکایت تو بہت کرتے ہیں مگر صرف اس طرح کرتے ہیں گویا وہ ختم ہی نہ ہوگا۔ یا اکثر ایسے کام کرتے ہیں کہ ہمیں کرنے ہی نہ چاہئے تھے۔ یا کچھ بھی نہیں کرتے۔ اگر وقت کو کام میں لائیں۔ اور مناسب اوقات میں کئے جائیں تو محنت کے پھل دن دونے اور رات چوگنے ملتے ہیں۔ جو شخص وقت کی قدر نہیں کرتا۔ وہ اپنے شریک حال کا وقت بھی برباد کر دیتا۔

باقاعدگی عقلمند لوگ موجودہ کام کو موجودہ وقت میں مستعدی سے کرتے ہیں۔ اور آئندہ وقت میں آئندہ کام کے لیئے تیار رہتے ہیں۔ کیونکہ باقاعدہ اور بالترتیب کام کرنے کی لیاقت مشکلوں کو فتح کر لیتی ہے اور عمدہ نتائج پیدا کرتی ہے۔

ہر وقت کیلئے ایک کام وقت کی قدر کرنا گویا وقت کا فرض ادا کرنا ہے اگر ہر وقت کے لئے ایک کام کرنے کی عادت اختیار کرلی جائے تو مشکلیں سہل اور کام بہت آسان ہوجاتا ہے۔ تضیع اوقات بری بلا ہے۔ اس سے عمدہ عمدہ ارادے اور بڑے بڑے مفید کام قوموں کی عزت اور خوشیاں سب خاک میں مل جاتی ہیں۔ اور صرف پابندی نہ ہونے کے سبب ہمیشہ ناکامی اور حسرت اٹھانی پڑتی ہے۔

بے وقت بے اعتبار کسی کا قول ہے اور بالکل سچ ہے کہ باوقت با اعتبار اور بے وقت اور بے اعتبار ہے یعنی جو شخص وقت کا پابند نہیں ہے کاروبار میں بھی ضرور بے قاعدہ اور سست ہوگا۔ پھر ایسے شخص پر کون اعتبار کرے گا اور ضروری معاملات کیونکر اس پر چھوڑ دئے جائیں

تضیع اوقات تضیع اوقات دنیا میں سب سے بڑی فضول خرچی ہے کیونکہ اس سے ایسی چیز ضایع ہوتی ہے جسکی پھر تلافی نہیں ہوسکتی۔ لوتھر کا قول ہے کہ انسان کا دل ایک چلتی ہوئی چکی کے مانند ہے کہ جبتک اس میں کوئی چیز پڑی رہے تو وہ اسے پیستی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو اپنے تئیں پیس ڈالتی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان تضیع اوقات اور کاہلی اختیار کرے تو وہ خود اپنا شکار ہوجاتا ہے۔ اور اس کا دل برباد ہوجاتا ہے۔

طالب علموں کا وقت طالب علم اور کاروباری آدمی کو

کاہلی کی عادت سے سخت اجتناب کرنا چاہئے بلکہ اگر فرصت کا وقت ملے تو اس کو بجائے ظاہری آرائش کے باطنی آرائش اور اصلاح میں صرف کرنا مناسب ہے۔ سخت سے سخت کام میں بھی اگر باقاعدہ کام کیا جائے تو فرصت نکل سکتی ہے۔ مگر اس کو بے سود نہ کھونا چاہئے۔ جو وقت کہ روزانہ فضول گپ شپ میں یا سستی میں بسر ہوتا ہے اگر مطالعہ میں صرف کیا جائے تو تھوڑے دنوں میں کسی خاص فن میں عمدہ لیاقت پیدا ہو سکتی ہے اور دراصل تعلیم وہی ہے۔ جو بلا معلم حاصل ہوتی ہے۔ مہذب اور وحشی آدمیوں میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ وہ اپنے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور روز بروز اعلیٰ حالت اختیار کرتے جاتے ہیں اور یہ وحشی ہزاروں برس سے جیسے تھے ویسے ہی ہیں۔ عقلمند کے نزدیک "وقت"۔ دولت، عزت ثروت، قوت، مسرت، سب کچھ ہے مستعد طلبہ آج کا کام آج انجام دیتے ہیں اور کل کے کاموں کے واسطے تیار ہو بیٹھتے ہیں۔ اور وہ اپنے کسی فرض کے ادا کرنے میں قاصر نہیں رہتے اور زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ ؎

ساقی ہے اک تبسم گل فرصت بہار
ظالم بھرے ہے جام تو جلدی سے بھر کہیں

باب ہفتم
نفس غضبی کی تہذیب

۱- حلم

حلم مشکل ہے کسی کو پچھاڑ دینا پہلوانی نہیں ہے پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے قابو میں رہے۔ دنیا میں کوئی کام اتنا مشکل نہیں جیسا کہ اپنے کو روکنا۔ بدلگام گھوڑے کو لے جانا مست ہاتھی کو قابو میں کرنا بلکہ ملک کے فتنہ و فساد کو فرو کرنا آسان ہے لیکن غصہ کی آگ کو فرو کرنا اور غصہ پی جانا بہت زیادہ مشکل ہے۔ لیکن حصول سعادت کا شوق ایسی چیز ہے کہ وہ اس دیو کو بھی قابو میں کر لیتی ہے۔ اور جس شخص کی عقل ایسے موقع پر بجا رہے وہ سب سے زیادہ عقیل ہے۔

قوت غضبی کی خاصیت جب انسان کو کوئی نقصان یا مضرت پہنچتی ہو تو نفع مطلوبہ حاصل کرنے یا اس مضرت و نقصان کو دور کرنے کے لئے یہ قوت جوش میں آتی ہے۔ اس کا جوش کوہ آتش فشاں کا سا جوش ہوتا ہے کہ دہکتے انگارے نکلتے ہیں اور جہاں جہاں تک ان کا اثر پہونچتا ہے جلا کر خاک سیاہ کر دیتے ہیں قوت غضبی کی خاصیت یہ ہے کہ اگر کوئی نقصان یا مضرت پہنچ جائے تو انتقام لینے سے

دل میں تپش پڑتی ہے اور اکثر اوقات انتقام لینے کی خواہش اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ انسان اس کے پیچھے اپنے دوسرے دینی و دنیوی نقصان کر بیٹھتا ہے۔

قوت غضبی کی ضرورت

اگر قوت غضبی مفقود ہو جائے تو انسان اور اس کی ترقی دنیا میں سے بہت کچھ مٹ جائے دوسرے حیوانات اسے کھا جائیں۔ طبیعت میں انتقام، خواہش اور جوش نہ رہے اس لئے عقلمند آدمی قوت غضبی کو اعتدال پر رکھنا چاہتے ہیں اور مٹاتے نہیں۔ اور اس حیثیت کا نام حلم ہے۔

قوت غضبی کے اعتدال سے ہٹ جانے کے نقصانات

قوت غضبی جب اعتدال سے کم ہو تو انسان بے عزت ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی حالت کو سنوارنے اور اپنے درجہ کو ترقی دینا نہیں چاہتا بلکہ دنائت پر راضی و قانع ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو بے غیرت یا بے حمیت کہتے ہیں۔ اور ایسا شخص کمینہ لوگوں سے ذلت اٹھاتا ہے۔ اور ہمیشہ خوار اور رسوا رہتا ہے۔ اور نہ اس کو اپنے گھر کی عورتوں کی بے غیرتی کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ اسے کوئی بُری بات ناگوار معلوم ہوتی ہے۔

اگر یہ حالت انسان میں ہو تو اس کو اپنا علاج کرنا چاہئے اور غیرت و حمیت کو قوت دینی لازم ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کو غصہ کی بات پر غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے۔ اور جو منانے سے نہ منے وہ شیطان ہے۔

شدت غضب کے اسباب | اسی طرح غضب اگر حد اعتدال سے زیادہ ہو تو خرابی، رسوائی، بربادی، پشیمانی کا باعث ہوتا ہے۔
انسان میں شدت غضب کی خاصیت کئی سبب سے ہوتی ہے

۱۔ انسان فطرةً مغلوب الغضب سریع الانتقام ہو جیسے بارود کو آگ دکھاتے ہی بھک سے اڑ جاتی ہے۔

۲۔ ایسے لوگوں کی صحبت کا اثر جو نازک مزاجی پر فخر کرتے ہوں۔ اور بات بات پر غصہ کرنے کو شجاعت جانتے ہوں اس بری صحبت کے اثر سے غصہ کو داخل شجاعت سمجھ لیا ہے۔ بے عقل اور کمزور طبیعت آدمی اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔

۳۔ اس کے علاوہ تکبر۔ عجب۔ مزاح۔ ضد۔ فریب۔ حرص۔ وغیرہ بھی غضب کو ترقی دیتے ہیں۔

حالت غضب | جس وقت انسان کو غصہ آتا ہے تو اس کی حالت بدل جاتی ہے اور مجنونانہ افعال اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اور یہ ساری کیفیات اس سبب سے پیدا ہوتے ہیں کہ انسان کو اپنی طبیعت پر قابو نہیں ہے۔ اور غصہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

انسانی طبائع کے اقسام | قوت غضبی کے لحاظ سے انسان کے طبائع چار قسم کے واقع ہوتے ہیں۔

۱۔ بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو دیر میں غصہ آتا ہے۔ اور جلدی اتر جاتا ہے۔

۲۔ بعض کو غصہ جلدی آتا ہے۔ اور جلدی اتر جاتا ہے

۳۔ لیکن بعض ایسے بدطینت ہوتے ہیں کہ جلدی غصہ ہوتے ہیں اور ان کا دل کسی طرح صاف ہی نہیں ہوتا۔

۴۔ بعض دیر میں غصہ ہوتے ہیں۔ لیکن ٹھنڈے دیر میں ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے دل میں بہت عرصہ تک کینہ رہتا ہے۔

کن حالتوں میں غصہ جائز یا ناجائز ہے

انسان کو مرغوب اشیاء سے محبت ہوتی ہے اور اس کے چھن جانے سے حاصل نہ ہونے سے اس کو غصہ آتا ہے۔ انسان کو جن اشیاء کے ساتھ محبت ہوتی ہے۔ اس کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اول تو وہ جو سب کے لئے ضروری ہوں۔ مثلاً غذا، لباس، مکان وغیرہ دوم وہ جو کسی لئے بھی ضروری نہ ہوں مثلاً انسان کی واقعی ضرورت سے زیادہ سامان۔ جاہ و مال خدم و حشم۔
سوم۔ وہ اشیاء جو بعض کے لئے ضروری اور بعض کے لئے غیر ضروری ہوں مثلاً کتاب عالم کے لئے ضروری۔ اور جاہل آدمی کے نزدیک بیکار ہے۔ ایک پیشہ ور کے آلات دوسرے کے لئے بیکار اور غیر ضروری ہیں۔ پہلی قسم کی چیزوں کے فقدان پر اگر انسان کی حق تلفی ہوئی ہو تو غصہ آنا بجا ہے۔ لیکن اگر حق تلفی نہیں ہوئی ہے تو خواہ وہ کتنا ہی محتاج ہو غصہ آنے کی کوئی وجہ نہیں۔
دوسرے قسم کے اشیاء کے فقدان میں اگر حرص و امنگیں نہ ہوں تو

انسان کو غصہ نہ آئے گا۔ اسی طرح تیسری قسم کی اشیاء جس شخص کی جائز ملک ہیں اگر اس کے پاس سے کوئی لینا یا غصب کرنا چاہے تو قوت غضب کا ہیجان بجا ہے۔

علم کی عادت ابتدا میں ریاضت اور مشق سے حاصل ہوتی ہے اور انسان کو اول اول غصہ پینے کے لئے خون کے سے گھونٹ پینے پڑتے ہیں۔ لیکن جب عادت پڑ جاتی ہے تو حلم کا ملکہ راسخ ہو جاتا ہے اور قوت غضبی مطیع اور فرمانبردار بن جاتی ہے

حسد | قوت غضبی کا جوش جب بلا سبب ہو اور یہ آگ ایسی ہے۔ جو بلا سبب سلگتی ہے۔ اس کا نام حسد ہے۔ حسد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی نعمت دیکھکر جلے اور یہ چاہے کہ وہ نعمت اس کے پاس سے جاتی رہے۔ خواہ حاسد کو کچھ بھی نفع نہ ہو یہ آگ محسود کو نہیں حاسد کو جلاتی ہے

حسد کے اسباب | حسد کے کئی اسباب ہیں۔

۱۔ دوسرے سے عداوت ۲۔ دوسرے کی عزت ناگوار ہونا ۳۔ دوسرے کی حقارت۔ ۴۔ تعجب۔ ۵۔ فقدان مقصد کا خوف۔ ۶۔ محبت جاہ و مرتبت۔ ۷۔ خباثت نفس۔

حاسد کی عداوت کا سبب | حاسد اپنی بڑائی اس طرح نہیں چاہتا کہ خود اس کی حالت ترقی کرے بلکہ اس طرح چاہتا ہے کہ محسود کی حالت گھٹ جائے اور اس سبب سے محسود سے عداوت رکھتا ہے۔ حاسد کے کینے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ دوسرے شخص کو کیوں کوئی نعمت حاصل ہوئی اس لئے وہ بے سبب محسود کی

تخریب کے درپے ہو جاتا ہے۔ اگر خود کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا تو آفات ناگہانی اور تغیرات روزگار کا منتظر اور خواستگار رہتا ہے۔ حاسد کسی کی ترقی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ ایسا تنگ نظر ہوتا ہے کہ اگر کسی کو کامیابی ہو تو گویا خود اسکا نقصان ہوگا۔ اور بجائے اچھی مثالوں سے فائدہ اٹھانے کے ان کے منزلوں پر خاک ڈالنا چاہتا ہے۔ جن اشخاص کے اغراض مشترک ہوں ان میں زیادہ حسد ہوتا ہے۔ مثلاً دو سوکنوں میں چچا زاد بھائیوں میں ایک ہی پیشے کے سوداگروں میں جو ایک ہی جگہ تجارت کرتے ہوں ایک ہی پیشہ کرنے والوں میں لیکن کسی کی عمدہ حالت اور نعمت پر حسد کرنا بیوقوفی ہے کیونکہ حاسد کو تو رنج پہنچتا ہے۔ اور محسود کا کچھ نہیں بگڑتا محسود کی نعمتیں جسقدر زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اسی قدر حاسد کا رنج بڑھ جاتا ہے۔

حسد سے بچنے کی تدبیر حسد کا علاج یہ ہے کہ انسان اپنی حالت پر غور کرے اور ترقی دینے کی کوشش کرے کسی نعمت کے حصول کی خود بھی کوشش کرنا اور دوسروں کا سا رتبہ۔ عزت۔ علم۔ دولت۔ وغیرہ حاصل کرنے کی خواہش کرنا بری بات نہیں ہے۔ بلکہ مستحسن صفت ہے اسی کا نام غبطہ یا منافست ہے۔

برداشت قدرتی مصائب سے زیادہ لوگوں کی دل خراش بدارات یا توہین کا سہنا اور انتقام نہ لینا بہادری کا فعل ہے دنیا میں ایسا کون بشر ہے جو غلطی نہ کرتا ہو یا کم و بیش کوئی

نقصان نہ رکھتا ہو۔ پھر وہ کس منہ سے دوسروں سے انتقام لے جب خود بھی اسی سزا کا مستوجب ہو سکتا ہو۔ جو لوگ دوسروں کو معاف نہیں کرتے وہ اس ہی پل کو توڑتے ہیں۔ جس پر ان کو خود بھی گزرنا ہے۔ کیونکہ عفو جرائم کی ضرورت سب ہی کو ہوتی ہے انسان اپنے گریبان میں منہ ڈالے اور انصاف پسند آنکھ سے دیکھے تو اس کا دل بول اٹھے گا کہ یہ معاملہ خفیف اور قابل در گذر ہے۔

بدگو اور بد باطن اشخاص اور لوگوں پر بہت نکتہ چینی کرتے ہیں اور مضحکہ اڑاتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کل اپنی باری آنیوالی ہے۔ اور من ضحک ضحک عربی کی مثل کا مصداق ہوگا۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ غصہ اور طیش کے وقت اس عربی کی مثل پر عمل کیا جائے۔ لیس من عادات الکرام سرعۃ الانتقام۔ تحریر یا تقریر میں دل شکن الفاظ اور سخت کلامی سے پرہیز کرنا چاہئے مبادا پھر پچھتانا پڑے تو وہ الفاظ واپس نہیں آسکتے تلوار کے زخم بھر جاتے ہیں لیکن زبان کا زخم بھر نہیں سکتا۔ انسانیت یہ ہے کہ دشمنوں سے دوستانہ سلوک کیا جائے۔ غصیل کو سنجیدگی سے بخیل کو فیاضی سے جھوٹے کو صداقت سے تسخیر کرو اور یہی حقیقی فتح ہے۔

صبر مصیبت، تکلیف، توہین، ظلم، غرض ہر ناخوش گوار امر پر طبیعت پر قابو رکھنا اور اس رنج یا آزار کو بغیر اظہار شکایت اور بغیر عوض و انتقام برداشت کرنا صبر ہے۔

جوانمرد مصائب میں صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں اور پھر وہ تکالیف کم اور آسان ہو جاتی ہیں۔

۴۔ انکسار۔

خود بینی اکثر نا تربیت یافتہ اور ناشائستہ اشخاص خود پسندی اور خود بینی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر میں اپنی خوبیاں بہت جچتی ہیں۔ اور لوگوں کو اپنی بڑائی بتاتے ہیں۔ اکثر نوجوان کچھ تھوڑی سی شد بد حاصل کر کے بہت غرور کرنے لگتے ہیں۔ اور چلو بھر پانی میں گز بھر اچھل کر چلتے ہیں۔ یہ غرور ترقی میں سد راہ ہو جاتا ہے۔

عالم اپنی جہالت کو جانتا ہے۔ علم کا سمندر بے پایاں اور لا انتہا ہے کون اس کی حد تک پہونچ سکتا ہے۔ پھر اس میں سے ایک قطرہ پیکر سمندر کو خالی کر دینے کا دعوی کرنا جہالت ہے۔ سچ یہ ہے کہ جس قدر زیادہ علم حاصل ہو اسی قدر اپنی لاعلمی معلوم ہوتی ہے۔ جو لوگ ایسے کاملوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جن سے وہ بے نصیب ہیں تو ان کی جب قلعی کھل جائے تو کیسی ہنسی اڑتی ہو گی۔ کہ وہ صرف باتیں ہی باتیں تھیں۔ اس سے جہالت کا اعتراف بہت بہتر ہے۔ کیونکہ اوروں کی نظروں میں حقارت نہیں ہوتی اس لئے جب کو نوجوان طالب علم اکتساب علم یا ہنر پر متوجہ ہوں تو ان کو اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے کہ ان کے دل میں غرور نہ پیدا ہو۔ ورنہ وہ شاہراہ ترقی میں رجعت قہقری کریں گے۔

۳۔ اطاعت۔

اطاعت کے معنے سب سے زیادہ ضروری سبق جو طفولیت میں حاصل کرنا چاہئیے وہ اطاعت ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ جب ہم سے زیادہ لائق رائے ہم کو راستہ بتائے تو ہم اپنی رائے کو چھوڑ دیں اور اس کی پیروی کریں۔

قوانین کی اطاعت قواعد جو عموماً مقرر کئے جاتے ہیں وہ عوام کی بھلائی اور بہبودی کے لئے ہوتے ہیں۔ مدنی حالت میں امن جب ہی رہے گا جب ہر شخص اپنے فرمان روا اور اپنے حاکم اور اپنے بڑے کا کہا مانے۔ آزادی صرف اسی قدر جائز ہے جہاں تک کسی شخص کی ذاتیات سے تعلق ہے لیکن اگر تمدن میں آرام مطلوب ہے اور سوسائٹی میں سکون اور باقاعدگی درکار ہے تو کوئی شخص ان بندشوں سے آزاد نہیں ہوسکتا جو اس کو اتحاد اور وحدانیت کے رشتہ میں جکڑتی ہیں۔ جو شخص زیادہ ممتاز ہے وہی زیادہ پابند اور مطیع ہے۔ کیونکہ وفادارانہ اطاعت اس کے لئے نہ صرف فرض ہے بلکہ اس کی محافظ ہے۔ حکومت کرنے کو دل تو سب کا چاہتا ہے مگر جو لوگ اطاعت کے خوگر نہیں ہوتے وہ عمدہ حاکم بھی نہیں بنتے۔ اور جو ٹھیک ٹھیک اطاعت کرنا چاہتے ہیں وہ ٹھیک ٹھیک حکومت بھی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ غیر مطیع شخص یہ نہیں جانتا کہ حکومت کی حد (تعریف) کیا ہے۔

بزرگوں کی اطاعت

اطاعت میں۔ سب سے اول حق والدین اور قریبی رشتہ داروں کا ہے اور اسی سبب سے گھر اطاعت سکھانے کا پہلا مدرسہ ہے۔ والدین بلحاظ مرتبت اور بلحاظ عمر و تجربہ اولاد پر بزرگی رکھتے ہیں۔ لہذا اولاد کو ان کی اطاعت لازم ہے۔ والدین کا صرف پرورش کرنا ہی فرض نہیں ہے بلکہ ملکہ اطاعت اولاد میں پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ والدین کی اطاعت ہماری سعادت اور بہبودی کا باعث ہے جو شخص محبت اقربا کے نرم رشتوں کی پابندی نہ کرے تو وہ حقوق تمدن کی سخت پابندیاں کب برداشت کر سکیگا نہ وہ اچھا رکن ہوگا۔ اور نہ اچھا کارفرما۔ گھر کے بعد مدرسہ ادب اور اطاعت آموز ہوتا ہے۔ معلم وہ بزرگ ہیں کہ والدین نے ان کو اپنی تعلیم و تربیت سے نکال کر ان پر بھروسہ کیا ہے۔ معلم کا فرض ہے کہ شاگردوں کو اطاعت سکھائیں۔ اور شاگردوں کا فرض ہے کہ اطاعت سیکھیں کیونکہ بغیر تعلیم کے کوئی عمدہ عادت نہیں پیدا ہوتی۔

اطاعت سوسائٹی کے امن کیلئے ضروری ہے

آجکل آزادی کا بہت چرچہ ہے۔ آزادی عمدہ چیز ہے۔ مگر انسان کو اپنے ذاتی کاموں میں جس کا اثر دوسروں پر نہ پڑتا ہو اس کو اختیار حاصل ہے کہ جو چاہے کرے لیکن سوسائٹی میں رہ کر ان قواعد اور بندشوں سے آزاد نہیں ہو سکتا جو تمام لوگوں

امن و آسایش قائم رکھنے کے لیے مقرر و مسلم ہیں۔

باب ہشتم

نفس شہوانی کی تہذیب

ا۔ عفت۔

انسان میں خواہشات شہوانی کی ضرورت نفس شہوانی کے تقاضے سے انسان میں مآکل و مشارب اور مناکح کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ ان لذائذ کو ڈھونڈھتا ہے جو ان اشیاء سے حاصل ہوں۔ یہ قوت انسان میں بقاءِ ذات اور بقاءِ نوع کا سبب ہے۔ قدرت جو خواہش انسان میں پیدا کرتی ہے اس کے واسطے وافر سامان مہیا فرما دیتی ہے اور خود انسان میں بھی یہ قوت ہے کہ قدرتی اشیاء میں تصرف کرتا ہے۔ اور ان کو اپنے طور پر ترکیب دے کر طرح طرح کے مزیدار کھانے پکاتا ہے، شربت بناتا ہے آرایش و تزئین کے سامان مہیا کرتا ہے۔ تاکہ لذت میں زیادہ افراط اور شدت میں زیادتی ہو۔

اعتدال قوت شہوانی میں اعتدال رکھنے سے عفت حاصل ہوتی ہے یعنی کھانے پینے اور نکاح کے معاملات میں اعتدال

رہتا ہے۔ عفت کے یہ معنے نہیں کہ انسان جائز نعمتوں کا تارک ہو کر گھاس پات کھانے لگے عمر بھر نکاح نکرے بھوکوں مرجائے پیاسا ہو تو پانی نہ پیئے نیند آئے تو آرام نہ کرے اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ قانون حکمت سے ناواقف ہوگا اور احکام شریعت کے خلاف کرنیوالا ہوگا۔ اور کفران نعمت کرنیوالا ہوگا کسی قوت کو اپنے میں سے کھو دینا فضیلت نہیں بلکہ اس کو اعتدال پر رکھنا فضیلت ہے۔ کسی شخص کی ران کے نیچے ایک چست و چالاک لیکن شریر گھوڑا ہو تو کیا وہ اس کو اسطرح سدھائیگا کہ اس کی چستی و چالاکی جاتی رہے اور وہ ایک گدھے کے مانند ہو جائے۔ یا اس طرح تعلیم دے گا کہ اس کی سرکشی جاتی رہے۔ لیکن تیز روی چالاکی اور خوبصورتی میں فرق نہ آئے بلکہ یہ اوصاف بڑھ جائیں۔ اس طرح نفس کی کسی قوت کو بالکل برباد کر دینا نامردی ہے لیکن اس کو اعتدال پر رکھنا عین حکمت ہے۔ اور منشا فطرت کے مطابق عمل کرنا ہے۔

لذائذ دنیا کی مذمت لذائذ دنیا کی مذمت جہاں بیان ہوئی ہے وہاں درجہ افراط کا مراد ہے۔ جو ناجائز ہے۔ چونکہ انسان کو خواہشات کا روکنا بہت مشکل ہے۔ اس سبب سے اکابر روحانی نے اس کی مذمت میں بہت مبالغہ کیا ہے۔ اور جب انسان اجتناب کی بہت کوشش کرے گا تب وہ اس قدر بچ سکے گا جو اعتدال کے قریب ہو۔

عفت و پرہیزگاری کھانے پینے میں اعتدال کا خیال رکھنا

پرہیزگاری ہے اور امور نکاح میں اعتدال اور قواعد شرعیت کی پابندی کرنا عصمت کہلاتا ہے۔

۲۔ پرہیزگاری

ماکول و مشارب جو چیزیں شرعاً جائز ہیں ان کا استعمال بحد اعتدال کرنا خواہ کیسی ہی لذیذ کیوں نہوں حکمت کے منافی نہیں ہیں۔

ممنوعات جن چیزوں کو شرع نے منع فرمایا ہے۔ ان میں حکمت یہ ہے کہ وہ انسان کی کسی روحانی یا جسمانی حکمت کو نقصان پہونچاتی ہیں مثلاً سور کا گوشت کہ شہوت اور بے حیائی کو زیادہ کرتا ہے۔ یا شراب کہ عقل میں فتور پیدا کرتی ہے اور صحت کو کھو دیتی ہے۔

شراب شراب ایسی چیز ہے کہ مہذب اور شایستہ لوگوں میں بھی بہت رائج ہے۔ اور لوگ نہ تفریحاً بلکہ رسم و رواج کی پابندی کے سبب احباب کے جلسوں یا دعوتوں میں پیتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں۔

الکحل انسان کی صحت اور اخلاق کا یہ دشمن پانی کی طرح چڑھا چلا آتا ہے۔ اور اس کی بربادی کے ہاتھوں اچھے اچھے گھرانے اور اعلیٰ قابلیتوں کے شخص برباد ہوتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ہیریان کہتے ہیں کہ تمام قسم کے نشتی شربتوں میں الکحل ہی ایسا جزو ہے جو نشہ پیدا کرتا ہے باقی باقی تمام چیزیں یا خوش لو پیدا کرتی ہیں۔ یا شراب کو خوش

بتاتی ہیں۔

شراب کا اثر بدن پر اگر شراب کثرت سے پی جائے جیسا کہ شراب خوری کے جلسوں میں اکثر ہوا کرتا ہے تو انسان کا قابو عضلات کی حرکت ارادی پر نہیں رہتا، غیر منتظم اور بے ہودہ حرکتیں اس سے صادر ہونے لگتی ہیں۔ سیدھا چلنا محال ہوتا ہے۔ چلتے میں پاؤں لڑکھڑاتے ہیں اور قدم قدم پر پاؤں ڈگمگاتے ہیں۔ اس کے بعد دماغ اتنا مختل ہو جاتا ہے کہ سوچنا سمجھنا ناممکن ہوتا ہے۔ بات کرنا مشکل ہوتا ہے اور تمام حرکات ارادی پر قابو نہیں رہتا۔ اس کے بعد مدہوش ہو کر تن بدن کا بھی ہوش نہیں رہتا۔

شراب کی خواہش سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر ایک بار شراب پی جائے تو پھر نہیں چھٹتی اور زیادہ پینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تھوڑے دن بعد ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ پھر پینے سے نیت ہی نہیں بھرتی اگر کوئی شخص نہ پیئے تو دل پر سخت جبر کرنا پڑتا ہے۔

مقدار کو بڑھانے کی خواہش اس سبب سے پیدا ہوتی ہے کہ دل یہ چاہتا ہے کہ جو کیفیت پہلے آئی تھی پھر حاصل ہو۔ یہ خواہش خلاف فطرت ہے۔ کسی غذا کو خواہ کتنی ہی عمدہ کیوں نہ ہو دل نہیں چاہتا کہ کھائے جائیں۔ لیکن الکحل کا خاصہ ہی نرالا ہے کہ جوں جوں پیو۔ اور پینے کی خواہش بڑھتی جاتی ہے۔ اور پھر یہ خواہش بھی اس قدر تیز ہوتی ہے۔

کہ خواہ کچھ ہی ہو لیکن ہاتھ سے پیالہ نہ چھوٹے۔ اس لئے شراب کے پہلے ہی پیالے سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ الکحل میں یہ بڑی خرابی ہے۔ کہ اس کا اثر اولاد میں بھی آتا ہے۔ ماں باپ کو چاہئے کہ ذرا سوچ سمجھکر شراب پیا کریں۔

شراب بدن کی تحلیل و ترکیب میں مخل ہے الکحل کا خاصہ ہے کہ خون میں آکسیجن کی مقدار کو کم کرتا ہے۔ اور کاربانک ایسڈ زیادہ پیدا کرتا ہے۔ اس سبب سے جو غذا کھائی جائے وہ اچھی طرح جزو بدن نہیں ہو سکتی الکحل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ بدن کی ترکیب اور ترمیم میں کام آئے بلکہ الٹی ان کی ترکیب میں خلل انداز ہوتی ہے۔

شراب کا اثر اخلاق پر ہرسال ہزاروں آدمی شراب کی وجہسے مرتے ہیں۔ اور شراب خواروں سے سینکڑوں اسی قسم کے حادثے ہوتے ہیں کہ کوئی ڈوب مرا کوئی پہاڑ سے گرا کوئی دریا میں ڈوب گیا۔ کبھی خودکشی کا ملزم بناتی ہے اور بعض نشہ بازوں کی ساری زندگی پاگل خانہ میں بسر ہوتی ہے۔

امراض جو شراب سے پیدا ہوتے ہیں شراب سے امراض ذیل پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً بدہضمی دل کی بیماریاں۔ دق، سل، ذات الریح۔ اعصابی بیماریاں۔ صرع۔ سکتہ۔ بے خوابی، ہذیان، جنون، گردہ اور جگر کے امراض۔ فالج وغیرہ

شراب عمدہ اوصاف کھودیتی ہے بعض حکماء کا خیال ہے کہ

شراب کی کثرت سے قوت متخیلہ پریشان ہو جاتی ہے جسم نحیف اور قوائے باطنی کمزور ہو جاتے ہیں۔ عزم و استقلال ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور قوت فیصلہ بالکل کم ہو جاتی ہے۔ اور قوائے شہوانی پر اختیار نہیں رہتا۔ اور ادراک و فہم میں کمی آجاتی ہے۔ اور سارے دماغی قوتیں ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ خود داری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ خود اعتمادی کا نام بھی یاد نہیں آتا۔ دل کاہلی سستی ملیچھ خواری کے دریا میں ڈوب جاتا ہے۔

افیون | شراب کے علاوہ افیون بھی زیادہ مضر صحت ہے یہ ایک خواب آور زہر ہے اس کا اثر اعصاب پر بہت شدت سے ہوتا ہے۔ ابتداءً دماغی قوتیں حرکت میں آتی ہیں لیکن پھر اس کے برعکس عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس کے عادت کے جاری رکھنے سے عمر بھر کے لئے دماغی اور بدنی قوت تباہ اور برباد ہو جاتی ہے۔ اور کل اعضاء میں خلل پڑ جاتا ہے۔ ہاضمہ کم ہو جاتا ہے۔ بھوک گھٹ جاتی ہے اور مصیبت زدہ انسان قبل از وقت بڈھا ہو جاتا ہے۔

گانجہ اور بھنگ | یہ بھی انسان کو مست کر دیتے ہیں اور ان سے بھی صحت کو نقصان پہنچتا ہے اور خلاف اخلاق افعال سرزد ہوتے ہیں۔

تمباکو | تمباکو خون کی گردش خصوصاً دماغی خون کی گردش

غیر منتظم ہو جاتی ہے۔ اور پہلے دوران سر اور اس کے بعد درد سر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان اس زہر کا عادی ہو گیا تو پھر اس کو ایسی علامات معلوم نہیں ہوتیں اور وہ بے تکلف سگار یا سگار اور چلم پر چلم اڑائے جاتا ہے۔ یا چٹکیاں بھر بھر کر پان میں زردہ ڈالتا ہے اور کھا جاتا ہے لیکن نکوٹین جیسا زہر بغیر اپنا اثر کئے نہیں رہتا اور ایک عرصہ کے بعد تمباکو کا بہت عادی بے خوابی اختلاج قلب اور ایسی ہی ایسی بلاؤں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ابتدائے عمر میں تمباکو کا استعمال دل و جسم کے نمو کو روکتا ہے اور نو عمر لڑکے اگر اس کی عادت ڈالیں تو بعض اعضا کے انتظام میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے تمباکو پینے کی عادت کو کبھی شروع ہی نہیں کرنا چاہئے۔

پرہیز گاری | لوگوں کا خیال ہے کہ عیش اڑانے میں زندگی کی خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ان کا یہ خیال غلط ہے پرہیز گاری میں جو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ ناپرہیزگاری میں نہیں ہوتیں۔ اگر ناپرہیزگاری انسان کو حقیقی مسرت پہنچا سکتی ہے۔ یا بنی نوع انسان کے لئے اس کا استعمال مضر نہ ہوتا تو وہ ناپرہیز نہ کہلاتی۔ پرہیزگاری سے جو مسرت اور لذت حاصل ہوتی ہے۔ ناپرہیزگاری آدمی اس سے آشنا نہیں ہوتا۔ وہ قیام پذیر لذت کو ایک فانی اور سریع التغیر لذت کے پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ اور خسر الدنیا والآخرہ بنجاتا ہے۔

۳۔ عصمت

خواہش نکاح کی ضرورت قدرت نے نکاح کی خواہش انسان کو اس واسطے عطا فرمائی ہے کہ مرد و عورت میں موافقت وائتلاف رہے۔ اور ان کے ذریعہ سے بنی نوع انسان قایم رہے۔ دیگر حیوانات میں بھی یہ خواہش ہے لیکن وہ سوائے قیام نسل کے دوسرا فائدہ نہیں اٹھاتے برخلاف انسان کے کہ وہ اپنے ساتھی سے ہر طرح کی مدد و معاونت حاصل کرتا ہے جو اس کے آرام و آسایش خوشی اور مسرت کا باعث ہوتی ہے۔ اور تمدن و معاشرت کی راحتیں اس وقت تک کامل نہیں ہوتیں جبتک مرد و عورت دونوں ان کے مہیا اور فراہم کرنے میں کوشش نہ کریں اور اپنی کوشش سے ایک دوسرے کو حصہ نہ دیں۔

انسان کی غلطی انسان میں جہاں بہت سے نقص ہیں۔ وہاں ایک یہ بھی ہے کہ وہ لذائذ کے حاصل کرنے میں بہت غلطی کرتا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ لذت طریقۂ استعمال سے زیادہ افراط سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سبب سے وہ عورتوں کی کثرت کی خواہش کرتا ہے۔ اور ایک بیوی پر قانع نہیں ہوتا۔ بعض اوقات بدبختی سے کئی بیویاں بھی اسے کافی نہیں ہوتیں۔ اور وہ حظ نفس کی خاطر جہاں بس چلتا ہے جاتا ہے۔ جس انسان کی یہ حالت ہو وہ حیوانات سے بدتر ہے۔ کیونکہ حیوان اپنے جوڑے کے سوائے دوسری طرف

طرف بہت کم میل کرتے ہیں۔ اور اس سبب سے ان میں کوئی جنگ
ایسی نہیں ہوتی جو "زر، زمین، زن" کے لئے ہو۔ لیکن انسان
کی تاریخ میں ایسے صدہا واقعات موجود ہیں۔ کہ ایک عورت
کی خاطر سخت سے سخت جنگ و جدال ہوئے ہوں۔

حرص ۔ انسان اپنے ناکردنی افعال کے چھپانے کے لئے
بہت سے عذرات گھڑ لیتا ہے اور جب وہ عصمت کی حدود
سے باہر نکلتا ہے تو بھی ایسے نامعقول عذرات بیان کرتا ہے۔
لیکن حقیقتاً سوائے حرص کے اور کوئی سبب نہیں ہوتا۔
انسان جب ایک بار حرص کے میدان میں کھینچ جاتا ہے تو اس کی عقل گم ہو جاتی ہے
اور اسے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ تمام خوبصورت عورتوں
سے تمتع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جو شخص ایسا کرتا ہے
وہ اپنی صحت کا اپنے روپیہ کا اپنی عزت کا اپنی خوشی کا خون
کرتا ہے۔

حیا ۔ وہ قوت ہے جو خواہشات نفسانی کے روکنے کے لئے
اس واسطے استعمال کی جاتی ہے کہ دوسروں کی نظروں میں
تذلیل نہ ہو۔ حیا نیک بختی اور پاک دامنی کی محافظ ہے۔
حیا ایک روحانی قوت ہے۔ جو ناجائز اور بے شرمی کے افعال
سے بچاتی ہے

حیا کا اعلیٰ درجہ یہ ہے۔ اگر کسی کی اطلاع یا دیکھنے کا خوف
نہ بھی ہو تو بھی برائی کو بالطبع مکروہ سمجھ اور خیال کرے کہ خداوند
تعالیٰ جو حاضر و غائب یکساں دیکھتا ہے۔

بلکہ خود اپنی نظر میں اپنے بُرے کام ایسے بدنما معلوم ہوں کہ اگر کسی اور سے نہیں تو خود اپنے سے حیا آئے۔

تمت

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر

چار مینار

حیدرآباد دکن

۱۳۵۲ھ

نصاب جامعہ عثمانیہ ایف اے سنہ ۴۳ و ۴۴ ف

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
انگریزی			
انگلش ٹریژری پوئم	عا ۱ر	روزنامچہ غالب	عہ ۴ر
ٹنی سن سلکٹڈ پوئم	عہ ۹ر	فسانۂ مبتلا	عہ ۹ر
سلکٹڈ پیس اے	عا ۱ر	افادات سلیم	عا
پیس پیس آن گولڈ اسمتھ ...	سے	مشاعرہ دہلی سنہ ۱۲۶۱ھ	عہ ۴ر
نورنا ڈون	عہ ۱۱ر	دیوان حالی	عہ ۱۲ر
عربی		دیوان یقین	عا ۸ر
کلیلہ و دمنہ		دیوان غالب	۶ر
مقامات بدیع الزماں		قواعد اردو۔ مولوی عبدالحق صاحب	عا
حماسہ	صمہ	تلخیص عروض	
الیوسار	للعہ ۸ر	تیسری اردو مالا اول و دوم ...	
علم الادب	معہ ۲ر	حکمت عملی	سے ۱۲ر
کتاب النحو الواضح فی قواعد العربیہ للمدارس الثانویہ	سے عہ ۶ر	رحمۃ للعالمین حصہ اول	سے ۲ر
جزو اول دوم سوم		پارہ عم مترجم	۴ر
فارسی		تاریخ الاسلام امیر علی صاحب	سے ۱۲ر
عزر فارسی	عا	لسان العجم حصہ اول	۱۲ر ۶اس
اردو		علم اخلاق اول	۱۲ر ۶اس
نکات غالب	عصر ۴ر ۲ر	" " دوم	۱۲ر

سید عبدالقادر تاجر و مالک اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر چارمینار حیدرآباد دکن